﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد16 | جمعۃ المبارک 20؍نومبر 2009ء | 02؍ذی الحجہ 1430 ہجری قمری ❁ 20؍نبوت 1388 ہجری شمسی | شمارہ 47

قرآن کریم کے مضامین پر غور کرو

حضرت عبیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’اے اہل قرآن ،قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو اور اس کی تلاوت رات اور دن کو اس انداز سے کرو جیسے اس کی تلاوت کا حق ہے۔اور اس کو خوش الحانی سے پڑھو اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ‘‘۔

(الفردوس دیلمی۔ جلد 5صفحہ298دارالکتب العلمیہ بیروت 1998ء طبع اول)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

موت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کوٹھڑی سے نکل کر انسان دوسری کوٹھڑی میں چلا جاتا ہے۔اس کی حقیقت کسی قدر خواب سے سمجھ میں آسکتی ہے۔کیونکہ خواب بھی گویا ہمشیرۂ موت ہے۔خواب میں بھی ایک قسم کا قبض روح ہی ہوتا ہے۔

ہر لحظہ کو غنیمت سمجھ کر اور یقین کر کے کہ شاید ابھی موت آجاوے مرنے کے واسطے تیار رہنا چاہئے۔جب اس تیاری کی فکر دامنگیر رہے گی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان اپنے تعلقات کو بڑھائے گا اور اُس دوسرے جہان میں آرام پانے کا خیال کرے گا۔

’’موت آنے والی ہے اس سے کسی کو چارہ نہیں۔یقیناً سمجھو کہ اس پیالہ کے پینے سے کوئی نہیں بچ سکتا۔خدا تعالیٰ کے تمام برگزیدہ بندوں اور انبیاء ورسل کو بھی اس راہ سے گزرنا پڑا تو اور کون ہے جو بچ جاوے۔حکیم اور فلاسفر جو سخت دل ہوتے ہیں ان کو بھی یہ بات سوجھ گئی ہے اور انہوں نے اعتراف کیا ہے بلکہ موت کو ضروری سمجھا ہے۔انہوں نے دیکھا کہ زمین تو ربع مسکون ہے اور اس میں بہت ہی تھوڑا حصہ آباد ہے۔اگر وہ تمام لوگ جو ابتداء آفرینش سے پیدا ہوئے اب تک زندہ رہتے تو ان کے رہنے کو کوئی جگہ اور مقام نہ ملتا۔یہاں تک کہ کھڑے بھی نہ ہو سکتے۔پس اس قدر کثرت خود چاہتی ہے کہ موت ہوتا کہ پہلے چلے جاویں تو دوسروں کے لئے جگہ ہو۔موت کو یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ مر کر انسان بالکل گم ہو جاتا ہے۔نہیں۔بلکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کوٹھڑی سے نکل کر انسان دوسری کوٹھڑی میں چلا جاتا ہے۔اس کی حقیقت کسی قدر خواب سے سمجھ میں آسکتی ہے۔کیونکہ خواب بھی گویا ہمشیرۂ موت ہے۔خواب میں بھی ایک قسم کا قبض روح ہی ہوتا ہے۔دوسروں کے خیال میں جو سونے والے کے پاس بیٹھے ہیں وہ بالکل بے خبری اور محویت کے عالم میں ہیں لیکن خواب دیکھنے والا معاً دوسرے عالم میں ہوتا ہے اور وہ سیاحت کر رہا ہوتا ہے۔اب بظاہر اس کے حواس اور قویٰ سب معطل ہوتے ہیں لیکن سونے والا اور خواب دیکھنے والا خوب جانتا ہے کہ اس کے حواس اور قویٰ سب کام میں لگے ہوئے ہیں۔اسی طرح پر مرنے والا موت کے بعد اپنے آپ کو معاً دوسرے عالم میں دیکھتا ہے۔ہاں یہ سچ ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ شخص جس نے عمر عزیز کو دنیا کے حصول میں ہی ضائع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کیا تھا وہ چونکہ ابھی بہت سے کاموں کو ناتمام اور ادھورا پاتا ہے اس لئے اس پر حسرت اور افسوس کا استیلاء ہو جاتا ہے اور وہ موت اسے تلخ گھونٹ معلوم ہوتی ہے۔اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسان دلبستگی پیدا نہ کرے اور اپنے اوقات کو ضائع نہ کرے۔ہر لحظہ کو غنیمت سمجھ کر اور یقین کر کے کہ شاید ابھی موت آجاوے مرنے کے واسطے تیار رہنا چاہئے۔جب اس تیاری کی فکر دامنگیر رہے گی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان اپنے تعلقات کو بڑھائے گا اور اس دوسرے جہان میں آرام پانے کا خیال کرے گا۔

یہ خوب یاد رکھو کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔جیسے زمیندار اپنی فصل کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے دُکھ اور تکالیف اٹھاتا ہے اسی طرح پر مومن کو اس کی حفاظت کے لئے کرنا چاہئے تا کہ دوسرے جہاں میں آرام پاوے۔اگر اب بے پروائی کرے گا اور وقت کی قدر نہیں کرے گا تو پھر اس کو اس وقت سخت افسوس اور حسرت ہوگی۔جب اس جہان سے رخصت ہو کر دوسرے عالم میں جانا پڑے گا اور وہاں اس کے لئے بجز دُکھ اور درد کے اور کیا ہوگا؟ اس دنیا میں وہ اس دنیا کے ہمّ وغم میں مبتلا رہا اور اُس عالم میں اس ہمّ وغم کے نتائج ہیں۔

ہر شخص جو اس عالم کے ہمّ وغم میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے عالم کا اسے کوئی فکر بھی نہیں اگر اسے یکدفعہ ہی پیغام موت آجاوے تو خیال کرو اس کا کیا حال ہوگا؟ موت تو ایک بازی گاہ ہے ہمیشہ ناگاہ آتی ہے اور جسے آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ مَیں تو قبل از وقت جاتا ہوں۔ایسا خیال اسے کیوں پیدا ہوتا ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ چونکہ خیالات اَور طرف لگے ہوئے تھے اور وہ اس کے لئے تیار نہ تھا۔اگر تیاری ہو تو قبل از وقت نہ سمجھے بلکہ ہر وقت اسے قریب اور دروازہ پر یقین کرے۔اس لئے تمام راستبازوں نے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اگر اس وقت موت آجاوے تو کیا وہ تیار ہے یا نہیں؟ حافظؔ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

چو کار عمر ناپیدا ست بارے آں اولیٰ　　　　که روز واقعه پیش نگار خود باشیم

ان کا مطلب یہی ہے کہ ہر وقت تیار اور مستعد رہنا چاہئے اور کسی وقت اس تیاری سے بے فکر اور غافل نہ ہونا چاہئے ورنہ عذاب ہوگا۔یہ بالکل صاف بات ہے کہ جو شخص ہر وقت سفر کی تیاری میں ہے اور کمر بستہ بیٹھا ہے اگر یکایک اسے سفر کرنا پڑے تو اسے کوئی تکلیف اور گھبراہٹ نہ ہوگی۔لیکن اگر اس نے کبھی یہ خیال بھی نہیں کیا تو پھر ایسے موقع پر سخت گھبراہٹ کا سامنا ہوگا۔ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

وَلَمْ یَتَّفِقْ حَتّٰی مَضٰی فِیْ سَبِیْلِهٖ　　　　وَكَمْ حَسَرَاتٍ فِیْ بُطُوْنِ الْمَقَابِرِ

یعنی اس وقت تک اس امر سے اتفاق نہ کیا یہاں تک کہ کوچ کرنا پڑا۔تب اقرار کیا کہ بہت ساری حسرتیں قبروں میں دفن ہو گئیں۔

مگر یہ بات اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر میسر نہیں ہو سکتی کہ انسان غفلت کی زندگی چھوڑ کر عالمِ آخرت کی تیاری میں لگا رہے۔سننے کو تو ہر ایک کان سن سکتا ہے کیونکہ سننا سہل ہے مگر عمل کرنے کے لئے مشکل پڑتی ہے۔انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جب تک ایک مجلس میں بیٹھا ہے اس مجلس کی باتوں سے متاثر ہوتا ہے لیکن جب وہاں سے اٹھتا ہے اور مجلس منتشر ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ باتیں بھی بھول جاتی ہیں۔گویا وہیں کے لئے تھیں۔ایسے لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں اور دفعۃً موت کے آجانے پر انہیں بہت حسرت اور افسوس کرنا پڑتا ہے۔موت انہیں کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ 392تا 395۔ جدید ایڈیشن)

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق چند دلائل

(حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل (مرحوم) کے تبلیغی واقعات کے حوالہ سے)

(قسط نمبر 2)

درود شریف کے حوالہ سے مسئلۂ ختم نبوت کا فیصلہ

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل تحریر کرتے ہیں کہ:

۞...... ایک اور واقعہ سنئے ۔سرگودہا کے ضلع میں مولوی محمد صاحب ساکن لنگر مخدوم سے دو دن میرا ختم نبوت پر مباحثہ ہوا۔انہوں نے بھی اپنی طرف سے ایک ثالث مقرر کر رکھا تھا جو ایک تعلیم یافتہ غیر از جماعت نوجوان تھا۔آخری ٹرن میں مَیں نے مولوی صاحب سے کہا۔مولوی صاحب! عجیب بات ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے تو روزانہ یہ دعا مانگتے ہیں کہ خدایا نبی بھیج،خدایا نبی بھیج اور میرے ساتھ کل سے آپ بحث یہ کر رہے ہیں کہ اُمّت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں آسکتا۔اس پر مولوی صاحب جھنجھلا کر بولے:کب یہ دعا مانگتا ہوں۔مَیں نے کہا مولوی صاحب آپ پانچوں وقت نماز میں یہ دعا مانگتے ہیں۔ذرا درود شریف پڑھئے جو آپ نماز میں پڑھا کرتے ہیں۔مَیں نے جب مولوی صاحب سے درود شریف پڑھوایا اور تمام مجمع کے سامنے ترجمہ کروایا جو یہ تھا:۔

اے اللہ! محمدؐ رسول اللہ اور آپ کی آل پر وہ رحمت بھیج جو تو نے حضرت ابراہیمؑ اور اس کی آل پر بھیجی ہے۔ بیشک تو حمید مجید ہے۔اور اے اللہ! تو رسول اللہ اور آپ کی آل کو وہ برکت دے جو تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل کو دی ہے۔

ان کے یہ ترجمہ کرنے پر مَیں نے کہا مولوی صاحب اس رحمت اور برکت میں تو نبوت بھی داخل ہے کیونکہ آل ابراہیم میں نبی بھی آئے ہیں۔

میری یہ بات سن کر ثالث مباحثہ کہنے لگے آپ ذرا بیٹھ جائیں مَیں خود مولوی صاحب سے بعض باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔اس پر مَیں بیٹھ گیا اور ثالث نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ: کیا اس رحمت و برکت سے حلوہ مانڈا مراد ہے یا کوئی روحانی رحمت اور برکت؟ مولوی صاحب نے کہا: روحانی رحمت برکت ہی مراد ہے۔

اس پر ثالث نے کہا:اس رحمت برکت کا نام لیجئے جو آل ابراہیم کو ملی تھی؟

مولوی صاحب نے کہا کہ آل ابراہیم میں بڑے بڑے اولیاء پیدا ہوئے۔

ثالث نے کہا: الحمدللہ تو پھر اس دعا کے نتیجہ میں آل محمد ﷺ میں بھی اولیاء پیدا ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

مولوی صاحب نے کہا: ہاں ہو سکتے ہیں۔

پھر ثالث نے پوچھا کہ کسی اور رحمت اور برکت کا نام لیجئے جو آل ابراہیم کو ملی تھی؟

مولوی صاحب نے کہا کہ آل ابراہیم میں بڑے بڑے مقربین بارگاہ الٰہی پیدا ہوئے۔

ثالث نے کہا: اچھا اس دعا سے آل محمد ﷺ میں بھی مقربین بارگاہِ الٰہی پیدا ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ مولوی صاحب نے کہا ضرور پیدا ہو سکتے ہیں۔

اس پر ثالث نے کہا: اب ایک آخری بات بتائیے۔کیا آل ابراہیم میں کوئی نبی بھی ہوا یا نہیں؟

اس پر مولوی صاحب نے کہا نبی بھی ہوئے ہیں۔یہ جواب سنتے ہی ثالث نے کہا تو پھر میری ڈگری آپ کے خلاف ہے اور مَیں قاضی صاحب کے حق میں ڈگری دیتا ہوں کہ اس دعا کے نتیجہ میں آل محمد ﷺ میں نبی بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ یہ شخص قاضی محمد نذیر سے مل گیا ہے۔

مَیں نے کہا: مولوی صاحب نے سچ فرمایا ہے۔کل یہ آپ کے ساتھ ملا ہوا تھا آج یہ میرے ساتھ مل گیا ہے اور مَیں نے دلائل کے زور سے آپ سب کے سامنے اسے اپنے ساتھ ملایا ہے،نہ رشوت دے کر۔یہ ثالث خدا تعالیٰ کے فضل سے بعد میں احمدی ہو گیا۔فالحمدللہ۔اس ثالث کا نام رائے خان محمد بھٹی تھا جو اب فوت ہو چکے ہیں۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

ایک شیعہ عالم سے ختم نبوت کے موضوع پر گفتگو

۞......مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شیعہ مناظر سے میرا ایک تحریری تبادلہ خیالات ختم نبوت کے موضوع پر ہوا۔مولوی صاحب موصوف نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف اپنے تحریری پرچہ میں لکھا کہ چونکہ مرزا صاحب اپنے آپ کو نبی قرار دیتے ہیں اور خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی آ نہیں سکتا اس لئے وہ اپنے دعویٰ میں حق پر نہیں ہیں۔

مَیں نے انہیں جواباً لکھا کہ آپ کے بزرگ تو تسلیم کرتے ہیں کہ امام مہدی رسول ہیں۔چنانچہ آیت هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ(الصف:10) کے بارہ میں بحار الانوار جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 12 میں لکھا ہے:۔

نَزَلَتْ فِیْ الْقَائِمِ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔یعنی یہ آیت امام مہدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور نیز غایۃ المقصود جلد 2 صفحہ 123 میں لکھا ہے ’’مراد از رسول در ینجا امام مہدی موعود است‘‘۔یعنی اس آیت میں رسول سے مراد امام مہدی موعود ہے۔

اس پر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے لکھا کہ ہمارے بزرگوں نے بے شک امام مہدی کو رسول لکھا ہے مگر امام مہدی رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ضم کر کے رسول ہیں۔اس پر مَیں نے انہیں لکھا کہ آپ نے امام مہدی کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ضم کر کے رسول قرار دیا ہے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعویٰ مہدی موعود کا ہے۔لہٰذا آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف نبوت کی بحث کر سکتے ہیں کہ وہ مہدی موعود کس طرح ہیں۔ہم تو انکی نبوت کو ظلّی مانتے ہیں اور ظل اصل سے الگ نہیں ہوتا۔پس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ظلّی نبوت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ضم ہے،الگ نہیں۔اس پر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب آج تک خاموش ہیں۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

مُہر نبوت سے متعلق مودودی صاحب کی ایک دلیل کا جواب

۞......مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے اپنے رسالہ ختم نبوت میں لکھا ہے کہ خاتَم کے معنی مہر کے ہیں اور یہ مہر ڈاکخانہ والی نہیں بلکہ یہ ایسی مہر ہے جو لفافے کے اوپر لگائی جاتی ہے جس سے باہر کی چیز اندر نہیں جا سکتی اور اندر کی چیز باہر نہیں جا سکتی۔اس کے جواب میں مَیں نے اپنی کتاب ’’علمی تبصرہ‘‘ میں لکھا کہ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا کس طرح مانتے ہیں کیونکہ لفافہ انبیاء پر تو مہر لگ چکی ہے اور وہ اندر بند ہو چکے ہیں اور مہر توڑے بغیر نہیں آسکتے اور ختم نبوت کی مہر کا ٹوٹنا محال ہے۔مودودی صاحب ابھی تک منقار زیر پر ہیں اور انشاء اللہ منقار زیر پر ہی رہیں گے۔

(باقی آئندہ)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

خلوص شرط ہے وابستگی خلافت سے

خلوص شرط ہے وابستگی خلافت سے
رہو نہ دور سرِمُو کبھی خلافت سے

امامِ وقت کو بارِ دعا لکھو اکثر
تمہارا رابطہ ہو دائمی خلافت سے

کوئی بھی حکم ہو ارشاد یا کوئی تحریک
جو اذن آئے کوئی بھی کبھی خلافت سے

بہ صدق کہیں ’’لبیک سیدی‘‘ ہر دم
کبھی نہ بھولے سے ہو برہمی خلافت سے

ہم آج پھر سے یہ تجدید عہد کرتے ہیں
وفا نبھائے گا ہر احمدی خلافت سے

نہیں ہے بند کوئی نعمتوں کا دروازہ
مگر ملیں گی یہ نعماء خلافت سے

ترا شمار بھی ہوگا خدا کے پیاروں میں
اگر ہو دائمی رغبت تری خلافت سے

ہر ایک نور نبوت کا اس میں ہے مضمر
ملے گی اب تو ہر اک روشنی خلافت سے

خدا کا ’’اِنِّیْ مَعَ الصَّادِقِیْن‘‘ کا وعدہ ہے
’’اَطَعْنَا‘‘ کہہ کے ملو آ ابھی خلافت سے

خزاں رسیدہ دلوں پر بہار آتی ہے
جو آئے پائے نئی زندگی خلافت سے

سعید روحیں لپکتی ہی آ رہی ہیں ادھر
ہے والہانہ سی الفت کوئی خلافت سے

ہے ’’لَا تُزِغْ‘‘ کی دعا روز و شب ترے در پر
نہ منحرف ہو کوئی احمدی خلافت سے

رہیں خلافتِ حقّہ کے ہم مطیع تا دم
سدا رہے یونہی وابستگی خلافت سے

(عبدالحمید خلیق)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر68

مربیان کرام کی عرب ممالک میں روانگی

جیسا کہ پچھلی اقساط میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ہجرت کے بعد دیگر بیرونی ممالک اوراقوام کے ساتھ ساتھ عربوں میں بھی تبلیغ کو بڑی اہمیت دی۔عربوں میں تبلیغی مہمات کی کامیابی کا ایک اہم نقطہ عربی زبان میں زیادہ سے زیادہ لٹریچر مہیا کرنا تھا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے مربیان کرام کوعربی زبان کی مزید تعلیم کے لئے عرب ممالک میں بھجوایا۔ان میں سے بعض مبلغین کرام کا ذکر پہلے گزر چکاہے،بعض کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لندن میں کسی مجلس میں اس بات کا ذکر فرمایا کہ چند مبلغین کو مختلف زبانوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرونی ممالک بھجوایا جائے۔ اس سلسلہ میں مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ انہوں نے جامعہ احمدیہ ربوہ میں چند متخصّصین تیار کئے تھے اگر حضور پسند فرمائیں تو انہیں بعض عرب ممالک میں عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم کیلئے بھجوادیا جائے۔ چنانچہ اس بنا پر پاکستان سے مکرم نصیر احمد صاحب قمراورمکرم منیر احمد صاحب جاوید کو لندن بھجوانے کی کارروائی شروع ہوئی،اورویزہ ملنے پر یہ دونوں مبلغین 16/مئی 1985ءکولندن پہنچ گئے۔

شام روانگی اور ہدایات

لندن میں کام کی زیادتی اورعملہ کی کمی کی وجہ سے کچھ عرصہ انہوں نے لندن میں رہ کر کام کیا۔ازاں بعد یہ فیصلہ ہوا کہ انہیں عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم کے لئے شام بھجوادیا جائے۔لہٰذا مورخہ 2/اپریل 1986ءکو حضور انور رحمہ اللہ نے اسلام آباد میں انہیں ہدایات دیں جن میں ایک یہ بھی تھی کہ وہاں جاکے زبان سیکھنے کے ساتھ ساتھ جماعت کو بھی سنبھالیں۔

3/اپریل1986ءکو یہ دونوں مربیان کرام شام پہنچ گئے۔ ائرپورٹ پراستقبال کے لئے آنے والے احمدیوں میں مکرم محمد الشوا صاحب،مکرم ناصرعودہ صاحب، مکرم منیرادلبی صاحب،مکرم نذیرمرادنی صاحب، اور مکرم خالدعباس ابوراجی صاحب شامل تھے۔

ویزہ میں توسیع نہ ہوسکی

پروگرام تو یہ تھا کہ شام میں انہیں کسی انسٹیٹیوٹ میں داخلہ مل جائے گا جس کی بناپر ان کے ویزہ میں توسیع ہوجائے گی لیکن باوجود انتہائی کوشش کے ایسا نہ ہوسکا۔اور پانچ ہفتوں کے مختصر قیام کے بعد انہیں واپس لندن آنا پڑا۔ حضور انور نے لندن سے روانگی سے قبل دونوں مربیان میں سے مکرم نصیر احمد قمر صاحب کونگران بنا کرارسال کیا تھااوران سے تعاون کی ہدایات پر مشتمل ایک خط شام کی جماعت کوبھی ارسال کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔مربیان کرام نے یہ خط دستی لے جانا چاہا لیکن اس وقت کے عربی ڈیپارٹمنٹ کے انچارج حسن عودہ صاحب نے اسے ڈاک کے ذریعہ بھیجنے پر ہی اصرار کیا۔شام پہنچنے پر ائیر پورٹ پرتو کوئی مشکل پیش نہ آئی تاہم چند دنوں کے بعدان کے پاس سی آئی ڈی کے کچھ لوگ آئے جنہوں نے ان کے آنے کا سبب پوچھا۔ان کے اس جواب کے بعد کہ ہم پاکستان میں جامعہ میں پڑھاتے تھےاورعربی زبان کی مزید تعلیم کے لئے یہاں آئے ہیں، یہ سی آئی ڈی والے تو چلے گئےلیکن اس کے بعد نہ تو انہیں کہیں داخلہ ملا نہ ہی ویزہ میں توسیع ہوسکی اوردلچسپ بات یہ کہ لندن سے پوسٹ کیا ہواخط نہ ان کی موجودگی میں انہیں وہاں ملا، نہ ہی ان کے بعدوہاں پہنچا۔۔شاید یہ خط سی آئی ڈی والوں کے ہاتھ لگ گیا تھااورانہیں نہ جانے کیا خوف تھا جس کی بناپر دونوں مربیان کووہاں پر تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہ دیا گیا۔

اس وقت میڈیا نے اتنی ترقی ابھی نہیں کی تھی نہ ہی جماعت کا ٹی وی چینل تھا نہ ویب سائٹ اور نہ دیگر تیزترین ذرائع جو آجکل میسر ہیں۔اس لئے جماعتیں ان معلومات کے سلسلہ میں زیادہ تر ڈاک پرہی انحصار کرتی تھیں اورشام میں شاذ ونادر کے طور پرہی ڈاک پہنچتی تھی۔اس لئے ان پانچ ہفتوں کے قیام میں دوڑ بھاگ سے بچنے والے وقت میں مربیان کرام کواحمدی احباب کے ساتھ بیٹھنے کا جتنا بھی موقعہ ملاتو انہیں خلیفۂ وقت کی مصروفیات،آپ کی مختلف تحریکات اوران کے شیریں ثمرات،اسی طرح مرکز جماعت اوردیگر علاقوں میں جماعت کی خبریں بتائی گئیں جن سے وہ بالکل ہی بےخبر تھے۔ان چند دنوں کے بارہ میں مکرم نصیر احمد قمر صاحب نے اپنی کچھ یادیں بیان فرمائیں جوانکی زبانی نظرقارئین کی جاتی ہیں۔

جماعت کے لوگوں کو جماعت کے عالمی حالات کی کچھ خبر نہ تھی۔ پاکستان اوردیگر ممالک میں احمدیوں کے ساتھ ظلم کے واقعات کا بہت کم علم تھا۔اس لئے جب بھی ہمیں موقعہ ملتا اورہم انہیں یہ واقعات سناتے تو یہ بڑی دلچسپی سے سنتے تھے۔ان کو مرکز سے،خلیفۂ وقت سے رابطے کی ایک تڑپ تھی۔ان کے ساتھ ہماری گفتگو ہوتی تو ہماری عربی زبان کی پریکٹس ہوجاتی اورانہیں جماعت کے حالات کے بارہ میں معلومات مل جاتیں۔

مکرم منیرالحصنی صاحب ان دنوں علیل تھے۔ان سے ملاقات تو ہوجاتی تھی لیکن زیادہ گفتگونہیں کرسکتے تھے۔

ہمارے وہاں قیام کے دوران مکرم ناصرعودہ صاحب اوران کے اہل خانہ نے بہت اخلاص اورمحبت کا اظہار فرمایا۔ان کی اہلیہ باصرار خود ہی کھانا بناتی رہیں اورہمیں نہیں پکانے دیا۔اسی طرح مکرم محمد الشوا صاحب کے بھائی مکرم زکریا الشوا صاحب نے بھی بہت سیر کروائی۔ وہ ہمیں لے کر وہاں پرصحابہ کرام اور صحابیات کے مزارات پر گئے۔علاوہ ازیں آثار قدیمہ اورکئی تاریخی عمارات اورمقامات کی بھی سیر کروائی۔

مکرم نذیر مرادنی صاحب جب بھی ہمارے پاس بیٹھتے کاغذ قلم نکال کر ہماری باتوں کے نوٹس لیتے تھے۔اکثر ذکر کیا کرتے تھے کہ گزشتہ عرصہ میں جوبھی جماعت کا نمائندہ یا مبلغ یہاں تشریف لایا ہے ان کی باتوں کےنوٹس ان کے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں۔ ہماری وہاں موجودگی کے عرصہ میں مکرم نذیر مرادنی صاحب کے بھائی نے بیعت کی تھی۔

وہاں مرکز سے جو ڈاک پہنچتی تھی اس میں سے اکثر جماعت کے اردو زبان میں رسالے تھے جن کو پڑھ کے سمجھنے سے وہ قاصر تھے اس لئے ہم نے دیکھا کہ ان کو کسی نے کھولا تک نہ تھا۔ہم نے کھول کران میں مذکوربعض خبروں اورمضامین سے احباب کوآگاہ کیا تو وہ بڑے حیران ہوکر کہنے لگے کہ ہمیں تو پتہ بھی نہیں تھا کہ ان رسائل میں اس قدر خزانے موجود ہیں۔

اسوۂ حسنہ

ایک دفعہ مکرم محمد الشوا صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس ان کے ایک وکیل دوست بھی تشریف رکھتے تھے۔وہ کہنے لگے کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی زندگی میں تمہارے لئے اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے 40سال کی عمر میں نبوت کا اعلان کیا اور 63سال کی عمر میں وفات پائی ۔یوں آپ نے 23سال نمازیں ادا کیں۔لہٰذا اگرکوئی 23سال تک نمازیں پڑھ لےتو اس کے لئے کافی ہوگا۔مکرم محمد الشوا صاحب نے مجھے کہا کہ ان کے سوال کا کیا جواب ہوسکتا ہے۔مَیں نے عرض کیا کہ آنحضرت ﷺ کا یہ اُسوہ نہیں کہ 23 سال تک نمازیں ادا کیں بلکہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر:100) کے حکم کی تعمیل میں آنحضرت ﷺ کا اُسوہ یہ ہے کہ آپ نے زندگی کے آخری سانس تک نمازیں ادا کیں حتی کہ آخری بیہوشی کی حالت سے بھی جب افاقہ ہوتا تو آپ نماز کے بارہ میں ہی دریافت فرماتے۔پس اسوہ حسنہ کی پیروی کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کی طرح زندگی کے آخری سانس تک نمازادا کرتے رہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ یہ کس طرح تصور کرلیا جائے کہ جو نماز ہم پڑھ رہے ہیں وہ بعینہٖ آنحضرت ﷺ کی نماز کے برابر ہے ۔ شاید ہماری ساری عمر کی نمازیں رسول اللہ ﷺ کی ایک نماز کے بھی برابر نہ ہوسکیں گی۔ پھرایسی صورت میں کیونکر ممکن ہے کہ کوئی یہ دعویٰ کرے کہ مَیں نے اس قدر نمازیں پڑھ لی ہیں جتنی رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں ادا کی تھیں۔ میرے اس جواب پروہ دوست بالکل خاموش ہوگئے۔

عربی زبان میں خطبہ

اس وقت وہاں پر باقاعدگی سے نماز جمعہ ادا کی جاتی تھی۔جب ہماری واپسی کا فیصلہ ہوگیا تو آخری جمعہ مَیں نے پڑھایا اورایک گھنٹے کا فی البدیہہ خطبہ عربی زبان میں دیا جس میں قرآن مجید کے حوالہ سے باہمی اتفاق واتحاد اورحبل اللہ کے ساتھ چمٹے رہنے کا مضمون بیان کیا۔احباب کرام نے اس کو بہت سراہا۔

بالآخر 9/مئی 1986ءکو یکم رمضان المبارک کے دن ہماری واپسی ہوئی۔

بعض یادیں

1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مجھے بھی ناروے کے دورہ پر ساتھ لے گئے۔ وہاں پرکچھ عرب مہمان بھی آگئے۔ان کے ساتھ حضور انور گفتگو فرمانے لگے تو فرمایا نصیر قمر کو بلائیں۔حضور انورکے پر معارف مضامین کا عربی میں ترجمہ کرنا میرے لئے بہت مشکل کام تھا۔کچھ دیر تومَیں نے جیسے تیسے کام چلایا پھرایک عرب احمدی آگئے جن کوعربی کے علاوہ انگریزی بھی آتی تھی لہٰذا ترجمہ کی ذمہ داری انہوں نے سنبھال لی۔

اس ابتدائی عرصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی عربی ڈاک کے جوابات تیار کرنے کی بھی توفیق ملی۔حضور عربوں کو بہت وقت دیتے اوران کا خاص خیال رکھتے تھے۔جلسہ سالانہ پرعرب احباب قصیدہ پڑھا کرتے تھے۔اس کی نگرانی اورتیاری بھی حضورانور نے میرے ذمہ کردی تھی اورشاید مقصد یہ بھی تھا کہ انہیں اس طرح کچھ نہ کچھ انتظامی اور مرکز کی باتیں پتہ چلیں گی اورتربیت ہوگی۔

جلسہ سالانہ برطانیہ کےایک خطاب میں حضورانور نے فرمایا کہ جماعت کا چندہ اب خدا کے فضل سے اربوں میں داخل چکا ہےاور ساتھ ہی فرمایا کہ عربوں میں بھی جماعت کثرت اورتیزی سے نفوذ کرے گی۔گو اس سے قبل عربوں کا کوئی ذکرنہیں ہوا تھالیکن حضورانور کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے اورآج ہم ان کے پورا ہونے کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ نظام خلافت کی ایک یہ بھی خوبی ہے کہ اس کے کاموں میں تسلسل ہوتا ہے۔

شام سے لندن واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد مکرم منیر احمد صاحب جاوید کومصر میں عربی زبان سیکھنے کے لئے بھجوایا گیا جہاں وہ قریباً ڈیڑھ سال رہے۔اسی طرح مکرم صفدر حسین عباسی صاحب کوبھی اسی غرض

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سے 8/جولائی تا 24/ستمبر 1985ء شام میں رہنے کی توفیق ملی لیکن نامساعد حالات کی وجہ سے واپس آنا پڑا۔

مکرم نصیر احمد قمر صاحب اور منیر احمد جاوید صاحب اپنے قیامِ دمشق کے دوران زاویۃ الحصنی میں ہی مقیم رہے جس کے قرب میں کئی احمدیوں کے گھر تھے جبکہ مکرم ابوراجی صاحب زاویۃ الحصنی میں ہی رہتے تھے۔ اس لئے ان کے قیام کے دوران دیگر احمدیوں کے علاوہ ابوراجی صاحب ان کی خدمت میں پیش پیش رہے۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابوراجی صاحب کی کچھ یادیں اور ایمان افروز واقعات درج کردیئے جائیں۔

ابوراجی صاحب کی یادیں

مکرم خالد سلیم عباس ابوراجی صاحب بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اور خدا کے فضل سے صحتمند اور تہجد اور صوم وصلاۃ کے پابند مخلص احمدی ہیں۔ انہوں نے ہماری درخواست پر اپنی کچھ یادیں ہمیں لکھ کر ارسال کی ہیں جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

علماء سے دل اٹھ گیا

مکرم ابوراجی صاحب کہتے ہیں کہ مَیں ایک معمولی معمار تھا اور ٹھیکیدار کے طور پر کام کرتا تھا۔ یہ 1950ء کی بات ہے کہ مَیں دمشق میں مسجد شیخ محی الدین ابن عربی کے قریب رہتا تھا۔ میرے ساتھ میری بیوی کا ایک بھائی عبدالعزیز خلیل بزّی بھی بطور مددگار کام کرتا تھا۔ مَیں ہمیشہ مسجد میں جا کر نماز ادا کرتا اور حتی الوسع جا کر اذان بھی دیا کرتا تھا لیکن میرا یہ برادر نسبتی مسجد کے قریب نہیں پھٹکتا تھا۔ مَیں نے اسے مسجد جا کر نماز ادا کرنے کا کہا اور دو تین دن کی مسلسل بحث کے بعد بالآخر مسجد جانے پر راضی کرلیا۔ اس وقت مسجد میں ہر نماز کی دو جماعتیں ہوا کرتی تھیں ایک شافعی فرقہ کا امام الشیخ صالح پڑھاتا تھا اور دوسری حنفی فرقہ کا امام الشیخ احمد الحنفی پڑھاتا تھا۔ مَیں اکثر کسب ثواب کی خاطر دونوں اماموں کے پیچھے نماز پڑھ کے جاتا تھا۔ چنانچہ ہم دونوں نے شافعی امام کے پیچھے نماز ادا کی اور حنفی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے تھے کہ اس امام کی نظر میرے برادر نسبتی کے گھٹنے سے پھٹے ہوئے پاجامے پر پڑی۔ وہ اس کی طرف اشارہ کر کے بلند آواز میں بولا: یہاں سے تمہارا ننگ ظاہر ہو رہا ہے۔ ان کے علی الاعلان سب کے سامنے یہ بات کہنے پر میرا برادر نسبتی خجالت سے اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ اس نے میرے ساتھ نماز تو ادا کر لی لیکن مسجد سے نکلتے ہی کہا: تمہیں اور تمہارے اس مولوی کو جنتیں مبارک ہوں۔ آج کے بعد مَیں اس مسجد میں نماز نہیں پڑھوں گا۔ اس بات نے مجھے اندر سے ہلا کر رکھ دیا اور ان علماء کے بارہ میں سوچنے پر مجبور کر دیا جن کی ہم آنکھیں بند کر کے پیروی کئے جا رہے تھے۔

پہلی دفعہ کسی احمدی سے ملاقات

مذکورہ بالا واقعہ کے تقریباً ایک ہفتہ بعد مسجد کے سامنے دیکھا کہ ایک مولوی بلند آواز میں کسی کو 'کفار کفار' کہہ رہا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میرے پاس سیفِ علی ہوتو مَیں تمہارا سر تن سے جدا کردوں۔ اس شور کو سن کر بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ مَیں بھی وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بڑی متانت اور وقار سے اس مولوی کو کہہ رہا ہے کہ مولوی صاحب قولِ خدا ہی سن لو، قولِ رسول ﷺ سن لو۔ لیکن مولوی صاحب کی ایک ہی رٹ تھی کہ 'کفار کفار'۔ ان کے سر قلم کر دینے چاہئیں۔ بہر حال جب اس تکرار سے دونوں تھک گئے تو ہر ایک نے اپنی اپنی راہ لی۔ مَیں نے سوچا کہ ایک عام سا شخص تو قرآن وحدیث کی بات کرتا ہے اور یہ مولوی اس سے یہ بات سننے کی بجائے 'کافر کافر' کی رٹ لگائے ہوئے ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ کونسی ایسی آیات ہیں اور کون سے ایسے استدلالات ہیں جن کے پیش کرنے کی بنا پر اس شخص پر کافر کی مہر لگ گئی ہے۔ چنانچہ مَیں مولوی کو چھوڑ کر اس شخص کے پیچھے ہولیا۔ یہ شخص شام کے ایک پرانے احمدی مکرم محمد الذہب صاحب تھے۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے عقائد پر مشتمل کوئی کتب بھی ہیں؟ انہوں نے مجھے کتاب ''دعوۃ الأحمدیۃ وغرضُھا'' دی اور احمدیوں کے جمع ہونے کی جگہ بتائی جو کہ الحاج بدر الدین الحصنی کا مکان تھا۔ مَیں شروع شروع میں بڑے محتاط طریق پر دیکھتا اور سنتا کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ لیکن مجھے کتب میں اور ان کے طرز عمل میں سوائے اسلام کے اور کچھ نظر نہ آیا۔

استخارہ اور رؤیا
احمدیت ایک باثمر باغ

مَیں نے احمدیت کی حقیقت کے بارہ میں استخارہ کیا تو رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک دوست کے ساتھ جنگل میں جا رہا ہوں۔ ہم بے ثمر درختوں کے درمیان چلتے جاتے ہیں اور جنگل ختم ہی نہیں ہو رہا۔ مَیں اسے بار بار پوچھتا ہوں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں کیونکہ چل چل کے مَیں تھک گیا ہوں۔ وہ میری بات کا جواب نہیں دیتا یہاں تک کہ ہم پانی کے ایک نالے پر پہنچتے ہیں جس کو پار کرنے کے بعد ایک اور باغ شروع ہو جاتا ہے جس میں تمام درخت ہی پھلدار ہیں اور پھلوں سے لدے ہوئے ہیں۔ میرا دوست مجھے کہتا ہے کہ جہاں سے ہم گزر کے آئے ہیں وہ آج کل کے مسلمان ہیں جبکہ یہ باثمر باغ احمدیت ہے۔ چنانچہ مَیں نے اسی دن جا کر بیعت کرلی۔

یَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَة

احمدی ہونے کے بعد مَیں کام کے سلسلہ میں سعودی عرب چلا گیا اور 1956ء میں واپس آکر گھر خریدا لیکن تھوڑے عرصہ میں ہی میرے مالی حالات بہت خراب ہوگئے حتیٰ کہ گھر بھی بک گیا اور کثرت عیال کی وجہ سے بالآخر حالت یہ ہوگئی کہ پانی کے ساتھ روٹی یا بعض اوقات وہ بھی میسر نہ رہی۔ بالآخر مَیں نے مجبور ہو کر مکرم منیر الحصنی صاحب سے کچھ قرض لے کر کاروبار شروع کرنا چاہا لیکن میٹیریل کے لئے رقم نہ تھی۔ چنانچہ مَیں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا اور قرضۂ حسنہ عطا کرنے کی درخواست کی۔ ابھی تین یا چار دن گزرے تھے کہ ایک شخص میرے گھر آیا جس کے ہمسائے کا مَیں نے کسی وقت ایک مکان تعمیر کیا تھا، اس نے کہا مجھے بھی ویسا ہی مکان تعمیر کردو۔ چند منٹ میں تمام معاملات طے ہو گئے اور اس نے تمام رقم مجھے ایڈوانس دے دی۔ مَیں نے اس کام کو مکمل کرنے میں دن رات ایک کردیئے۔ چند دنوں کے بعد مرکز سے میری درخواست قبول ہونے کا خط بھی موصول ہوگیا جس میں کہا گیا تھا کہ آپ مطلوبہ رقم مکرم منیر الحصنی صاحب سے لے لیں۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ مجھے کام مل گیا تھا لہٰذا مَیں نے اس منظور شدہ قرض کی رقم سے ایک پائی بھی نہ لی۔

میرے لئے یہ واقعہ ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔ اور دل ودماغ میں یہ بات راسخ ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔ وہ نہ کبھی جماعت کو نہ ہی افراد جماعت کو اکیلا چھوڑتا ہے بلکہ ہر آن اپنی نصرت کے جلوے دکھاتا رہتا ہے۔

سگریٹ نوشی ناجائز ہے

1982ء کے ربوہ کے آخری جلسہ سالانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے شرکت کی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح 1985ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ میں بھی شرکت کا موقع ملا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ اس جلسہ سے واپسی پر مجھے شام میں مختلف تفتیشی ایجنسیوں کے سامنے حاضر ہونا پڑا۔ بالآخر مجھے جیل میں ڈال دیا گیا۔ جیل میں تفتیش سے قبل مجھے تفتیشی افسر نے سگریٹ کی پیشکش کی جسے مَیں نے یہ کہہ کر ردّ کردیا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اس وقت وہاں پر تقریباً پانچ افراد موجود تھے اس نے ان کے سامنے مجھے کہا:

تفتیشی افسر: اگر تم قرآن کریم سے یہ حکم نکال کر دکھا دو تو سمجھو کہ تمہاری ہر مشکل حل ہوگئی۔ اور مَیں تمہیں باعزت طور پر یہاں سے رخصت کردوں گا۔

ابوراجی: کیا قرآن کریم میں یہ نہیں آیا کہ اسراف وتبذیر کرنے والے اخوانِ شیطان ہیں؟

تفتیشی افسر: لیکن میرے پاس خرچ کرنے کے لئے بہت مال ہے۔

ابوراجی: کیا تمہیں اپنی صحت کا کچھ خیال نہیں؟

تفتیشی افسر: الحمد للہ میری صحت بھی بہت اچھی ہے۔

ابوراجی: قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کی غرض کے بیان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الأعراف:158)

یعنی: وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے اور اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور اُن پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے۔

اب تم ہی فیصلہ کرکے مجھے بتادو کہ سگریٹ کا شمار طیبات میں ہوتا ہے یا خبائث میں؟

اس پر سننے والوں نے تالی بجادی۔ چنانچہ میرا سامان وغیرہ مجھے دے دیا گیا اور بوقت رخصت اس تفتیشی افسر نے کہا کہ تم سے پہلے مجھے کوئی اس معاملہ میں اس طرح قائل نہیں کرسکا جس طرح تم نے کیا ہے۔ چنانچہ حسب وعدہ مجھے باعزت طور پر رخصت کردیا گیا۔

(باقی آئندہ)

اعلان

اگر آپ نے کبھی کوئی مقالہ یا کتاب لکھی ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اولین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔ ''ریسرچ سیل'' ایسی تمام کتب/ اخبارات ورسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔ آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔ جزاکم اللّٰہ خیراً۔

ضروری کوائف: کتاب کا نام: مصنف/مرتب/مترجم کا نام: ایڈیشن: مقام اشاعت:
تاریخ اشاعت: ناشر/طابع: تعداد صفحات: سائز کتاب: موضوع

برائے رابطہ فون نمبرز: آفس: 0092476215953
Res:047614313, Mob: 03344290902 فیکس نمبر: 0092476 211943
ای میل: tahqeej@yahoo.com, tahqeeq@gmail.com
ayaz313@hotmail.com

انچارج ریسرچ سیل۔ ربوہ

نماز جنازہ حاضر

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 28/اکتوبر 2009ء بروز بدھ۔ بوقت 9-00 بجے صبح مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم چوہدری محمود احمد وینس صاحب (ابن مکرم چوہدری نذیر احمد وینس صاحب مرحوم آف ڈسکہ حال کراچی) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ کراچی سے یہاں لندن وزٹ پر آئے ہوئے تھے کہ 24۔اکتوبر 2009ء کو برین ہیمبرج سے وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی عمر 70 سال تھی۔ آپ نے اسیرانِ راہ مولیٰ کی رہائی میں بھی حتی المقدور خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔ آپ مکرم جسٹس شیخ بشیر احمد صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت لاہور) کے داماد تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق خوفناک اور خطرناک حالات میں بھی آنحضرت ﷺ کی ایسی حفاظت فرمائی کہ دشمن جس مقصد کو حاصل کرنا چاہتا تھا اس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی حفاظت کا بھی ایک انتظام فرمایا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے خاص ولیوں کو بعض دفعہ نشان کے طور پر بھی حفاظت کے نظارے دکھاتا ہے۔

جب نیکیاں مفقود ہونا شروع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی امان اور حفاظت اٹھ جاتی ہے۔ انہی حالتوں کو بدلنے کی ضرورت ہے ورنہ جب خدا تعالیٰ کی آخری فیصلہ کُن تقدیر حرکت میں آجائے تو پھر کوئی اس انجام کو ٹالنے والا نہیں ہوتا۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت 'وَلِیْ' اور 'وَالِیْ' کے حوالہ سے قرآن مجید، حدیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بصیرت افروز بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 30/ اکتوبر 2009ء بمطابق 30/ اخاء 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت وَلِیْ کے حوالے سے بعض آیات کا ذکر کیا تھا۔ جن کا بیان اہل لغت نے اپنی لغات میں کیا ہے اور ان کی روشنی میں ایک دو آیات کا مضمون بھی بیان ہوا تھا۔ باقی آیات کچھ رہ گئی تھیں ان میں سے بھی ایک آیت آج بیان کروں گا اور اس کے علاوہ جو مَیں نے اُس دن نہیں پڑھی تھیں ان میں سے بھی ایک آدھ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت وَلِیْ کا ذکر کیا ہوا ہے بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے وَلِیْ اور مَوْلٰی ہونے کا ذکر تو کئی جگہ قرآن کریم میں آتا ہے، تمام آیات تو بیان نہیں کی جاسکتیں جیسا کہ مَیں نے کہا چند بیان کرتا ہوں اور یہ بیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کی روشنی میں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور غیر مومنوں دونوں کو اپنی اس صفت کے حوالے سے توجہ دلائی ہے۔ بلکہ کفار کو تنبیہ بھی کی ہے۔ سورۃ رعد میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (الرعد: 12)۔ اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اس کے لئے اس کے آگے اور پیچھے چلنے والے محافظ مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اسے تبدیل نہ کریں جو ان کے نفوس میں ہے۔ اور جب اللہ کسی قوم کے بدانجام کا فیصلہ کرلے تو کسی صورت اس کا ٹالنا ممکن نہیں اور اس کے سوا ان کے لئے کوئی کارساز نہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ ہم نے دیکھا چار باتیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی حفاظت اپنے ہاتھ میں لی ہوئی ہے۔ دوسری یہ کہ قوموں کی حالت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ان کے عمل کے مطابق کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو سزا کا مستوجب قرار دیتا ہے تو اسے ٹالا نہیں جاسکتا اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی وَلی اور نگران اور محافظ اور مددگار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیت کے اس حصہ کہ لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ کی طرف سے چوکیدار مقرر ہیں جو اس کے بندوں کو ہر طرف سے یعنی کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر حفاظت کرتے ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 79)

یہ حفاظت سب سے زیادہ کن لوگوں کی ہوتی ہے؟ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے فرستادوں کی۔ ان کی حفاظت پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے اپنا حفاظتی ہاتھ رکھا ہوا ہے، اور آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے بعد خدا تعالیٰ کو اگر کوئی سب سے پیارا تھا تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات تھی۔ اور پیدائش سے لے کر وفات تک ہر موقع پر جس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے اس قول کو آپ ﷺ کی ذات پر پورا کر کے دکھایا، اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تفسیر میں اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ یعنی اس کے لئے چوکیدار ہیں۔ لَہٗ کی ضمیر جو ہے آنحضرت ﷺ کی ذات کی طرف پھرتی ہے۔ جہاں ہر موقع پر خدا تعالیٰ کی حفاظت ہمیں نظر آتی ہے۔ مکّہ میں آپ نے جو زندگی گزاری جیسا کہ اسلام کی تاریخ سے ہر ایک پر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر موقعہ پر آپ کی حفاظت فرمائی۔ سورۃ رعد جس کی مَیں نے آیت پڑھی ہے۔ یہ آپؐ پر مکّہ میں نازل ہوئی تھی جبکہ دشمنی کی ایک انتہا ہوئی ہوئی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ان خوفناک اور خطرناک حالات میں بھی آپؐ کی ایسی حفاظت فرمائی کہ دشمن جو چاہتا تھا، جس مقصد کو حاصل کرنا چاہتا تھا اس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکا۔

بدر کی جنگ میں ہم ظاہری و باطنی حفاظت کا شاندار نظارہ دیکھتے ہیں۔ پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ عامر ابن طفیل ایک سردار تھا۔ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ اگر مَیں مسلمان ہو جاؤں تو کیا آپؐ کے بعد خلافت مجھے مل جائے گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس شرط لگانے والے اور اس کی قوم کو کبھی بھی خلافت نہیں مل سکتی۔ اس پر وہ ناراض ہو گیا اور کہا کہ مَیں ایسے سوار لاؤں گا جو آپ کو نعوذ باللہ ایسا سبق دیں گے کہ آپ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہیں کبھی اس کی توفیق ہی نہیں دے گا۔ بہرحال وہ اپنے ساتھی کے ساتھ جسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا، غصّہ میں واپس لوٹا۔ راستے میں اس کے ساتھی نے اس سے کہا کہ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے آؤ واپس چلتے ہیں۔ مَیں محمد ﷺ کو باتوں میں لگاؤں گا اور تم تلوار کا وار کر کے کام تمام کر دینا۔ عامر کچھ محتاط بھی تھا، لگتا ہے اس کو عقل بھی زیادہ تھی۔ اس نے کہا اس سے تو بہت بڑا خطرہ ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے ساتھی ہمیں قتل کر دیں گے۔ اس ساتھی نے جو زیادہ ہی شیطان فطرت تھا کہا کہ ہم اس کے بدلہ میں دِیت دے دیں گے۔ بہرحال اس نے اپنے ساتھی کو منا لیا اور وہ واپس لوٹے۔ عامر کے ساتھی نے آپ ﷺ سے باتیں شروع کیں اور عامر نے پیچھے کھڑے ہو کر تلوار سونتی لیکن وہ آپؐ پر وار نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر آنحضرت ﷺ کا ایسا رعب طاری فرمایا کہ اس کا ہاتھ وہیں کھڑا رہ گیا اور حملے کی جرأت نہیں

ہوئی۔ اتنے میں آنحضرت ﷺ نے مڑ کے دیکھا تو اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ تلوار کا قبضہ ہاتھ میں تھا اور اٹھائی ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ اس کے ارادے کو بھانپ گئے اور پیچھے ہو گئے، ایک طرف ہو گئے۔ اس پر وہ دونوں وہاں سے چپکے سے چلے گئے اور آپ نے ان کو جانے دیا، کچھ نہیں کہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک تو آنحضرت ﷺ کی حفاظت فرمائی اور پھر ان دونوں سے انتقام کس طرح لیا؟ اس کے ساتھی پر تو راستہ میں بجلی گری اور ختم ہو گیا۔ اور عامر کے متعلق آتا ہے کہ وہ کاربنکل ایک بیماری ہے۔ ایک پھوڑا ہوتا ہے، اس سے ہلاک ہو گیا۔

تو یہ ایک مثال ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مختلف وقتوں میں آپ کی حفاظت کے واقعات ہمیں ملتے ہیں اور چند ایک نہیں بلکہ آپ کی پوری زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جس میں خدا تعالیٰ کی خاص حفاظت فرشتوں کے ذریعے سے نظر آتی ہے۔ اس حفاظت کا وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے مکّہ میں کیا تھا مدینہ میں آپ کی تسلی کے لئے اس کا اعادہ فرمایا اور فرمایا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس (المائدۃ:68) یعنی اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''آنحضرت ﷺ کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی ہے کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس (المائدۃ:68) اور پہلی کتابوں میں پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخرزمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا''۔

(بدر جلد4 نمبر 31مورخہ 14/ستمبر 1905ء صفحہ2۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ 415)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ علاوہ فرشتوں کے میرے نزدیک وہ مخلص صحابہ بھی مُعَقِّبَات میں سے تھے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ ﷺ کے آگے پیچھے لڑنے کا عہد پورا فرمایا۔ اور صحابہ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے آپؐ کی حفاظت کی۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے حفاظت کرنے والے ہیں۔ ایک تو فرشتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا رہا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دلوں کو پابند کر دیا کہ وہ آپ ﷺ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ہر وقت تیار رہیں اور آپؐ کی حفاظت کے لئے ہر وقت حاضر رہیں۔ اُس ایمان کی وجہ سے یہ قربانی دیں جو آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ان صحابہ کے دلوں پر قائم ہوا۔ ان صحابہ نے کسی قومیت یا قبیلے کی وجہ سے آپؐ کا ساتھ نہیں دیا۔ یا کسی دوستی اور ضد کی وجہ سے ساتھ نہیں دیا۔ بعض دفعہ بعض ایسے ساتھی بن جاتے ہیں جو کسی کی مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ خود بھی اس کے مخالف ہوتے ہیں اور ضد میں ساتھ دے رہے ہوتے ہیں۔ آپؐ کے آگے اور پیچھے لڑنے کے لئے کسی ضد کی وجہ سے یہ لوگ تیار نہیں ہوئے تھے یا کسی حکومت کے خوف کی وجہ سے مجبور نہیں تھے۔ بلکہ اس ایمان کی وجہ سے جو خدا تعالیٰ نے صحابہ کے دلوں میں پیدا کیا تھا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے آپؐ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ پس سب سے زیادہ تو آنحضرت ﷺ کی ذات کی حفاظت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا۔ لیکن ایک معنی اس کے یہ بھی ہیں جو ہر انسان پر لاگو ہوتے ہیں کیونکہ ہر انسان کی حفاظت کا بھی اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا ہوا ہے۔ اگر وبائی امراض نہ بھی پھیلی ہوں تب بھی فضا میں مختلف قسم کے بیماریوں کے جراثیم ہیں جو انسان کی سانس کے ساتھ جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دفاعی نظام رکھا ہوا ہے جو انسان کے اندر اِن گندے جراثیم کو انسانی جسم کو متاثر کرنے سے باز رکھتا ہے۔ اور اس کے علاوہ اپنے خاص ولیوں کو بعض دفعہ نشان کے طور پر بھی ان چوکیداروں کے ذریعہ سے حفاظت کا نظارہ دکھاتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے اُن فرستادوں کے لئے نہیں ہوتے بلکہ ان کے ماننے والوں کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔

اس زمانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی نشانی کے طور پر طاعون کی بیماری کا نشان دکھایا تو آپؑ اور آپؑ کے حقیقی ماننے والوں کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا۔ چنانچہ جب حکومت نے کہا تھا کہ ٹیکہ لگوایا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی نوح میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا کراتے''۔ فرمایا کہ ''اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔ سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تُو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔ اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا''۔ (کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 20صفحہ 1-2)

اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح باوجود بڑے وسیع پیمانے پر طاعون پھیلنے کے اور کئی سال تک یہ وبا چلتے چلے جانے کے (پانچ چھ سال کے عرصے پر محیط ہے) اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی محفوظ رہے۔

پھر بیماریوں کے علاوہ بھی مختلف قسم کے صدمات ہیں۔ مال کا صدمہ انسان کو پہنچتا ہے۔ اولاد کا صدمہ انسان کو پہنچتا ہے۔ عزت کا صدمہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے یہ طاقت دیتا ہے تو انسان وہ برداشت کر سکتا ہے۔ ورنہ انسان اس صدمہ سے ہی پاگل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ایک طریقہ ہے۔ بعض انسانوں پر ان صدمات کے اثرات نظر بھی آتے ہیں اور عجیب ذہنی کیفیت ان کی ہوئی ہوتی ہے۔ بلکہ اس حالت میں پھر بعض دفعہ بعض لوگوں کو جو صدمات پہنچتے ہیں ان کا خدا تعالیٰ سے بھی یقین اٹھ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے خلاف بول رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ نمونے جو اللہ تعالیٰ بعض دفعہ دکھاتا ہے وہ اس طرف توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور اس کی حفاظت کا انتظام نہ ہو تو انسان کی زندگی چل ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی حفاظت کی وجہ سے انسان کی زندگی کا جو ایک ایک لمحہ ہے اللہ تعالیٰ اس میں اپنے نیک بندوں سے خاص سلوک فرماتا ہے اور وہ ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھتے ہیں اور صدمات اور مصائب میں جب بھی وہ ان پر آتے ہیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہیں اور پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی جو رحمت ہے وہ انہیں سمیٹتی چلی جاتی ہے اور انہیں ہر مصیبت اور مشکل کے بدنتائج سے محفوظ رکھتی ہے۔ پھر قانون قدرت کے تحت اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا اثر کیونکہ تمام مخلوق اور تمام انسانوں کو پہنچ رہا ہے جس میں خدا تعالیٰ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے سب شامل ہیں تو اس مضمون میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے انکاری اور کافروں کے لئے بھی سبق ہے کہ اگر شرارتوں میں بڑھتے رہے تو اللہ تعالیٰ جو تمہیں آرام مہیا کرنے والا ہے اور حفاظت کے سامان کرنے والا ہے اپنی حفاظت واپس بھی لے سکتا ہے اور ایسی صورت میں تمہاری تباہی لازمی ہے۔

پھر اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَایُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (الرعد: 12) یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ کبھی کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی اندرونی حالت کو نہ بدلیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوں کے متعلق اپنا رویہ نہیں بدلتا۔ جو نیک لوگ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ہمیشہ فیض پاتے چلے جاتے ہیں۔ جب تک ان میں نیکیاں رہیں گی، جب تک وہ خدا تعالیٰ کے احکامات کے پابند رہیں گے، جب تک وہ حقوق اللہ کی ادائیگی کرتے رہیں گے، جب تک وہ حقوق العباد خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہیں گے، جب تک وہ من حیث الجماعت نیکیوں پر قائم رہیں گے تو وہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بنتی چلی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل، اس کی رحمت، اس کے انعامات اس وقت اٹھنا شروع ہوتے ہیں جب لوگ اللہ تعالیٰ کے ولی بننے کی بجائے شیطان کو اپنا ولی بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ نیکیاں جو ہیں وہ مفقود ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ ظلم بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ سفّاکی جنم لینا شروع کر دیتی ہے۔ حقوق غصب کئے جانے لگتے ہیں۔ حکومتی کارندے رشوت اور ناانصافی میں تمام حدود پھلانگنے لگ جاتے ہیں۔ ہر شخص دوسرے کے مال پر نظر رکھ رہا ہوتا ہے۔ مذہب کے نام پر خون کئے جاتے ہیں۔ تو اُس وقت پھر اللہ تعالیٰ اپنی امان اور حفاظت اٹھا لیتا ہے۔

پس اس حصہ آیت کا صرف یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ بُروں کے ساتھ نیک سلوک نہیں کرتا بلکہ یہ ہے کہ نیکوں کے بارے میں خدا تعالیٰ اپنے رویّہ کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود بدیوں اور برائیوں میں اپنے آپ کو مبتلا کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں سے اپنے آپ کو محروم نہ کر لیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ دنیاوی تاریخ تو ہمیں اس انجام کو خدا تعالیٰ کی تقدیر کے حوالے سے نہیں دکھاتی۔ لیکن مذہبی تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔ قرآن کریم کھول کھول کر اس بات کو ہمارے سامنے بیان فرماتا ہے کہ جب برائیاں قوموں میں جنم لینے لگتی ہیں۔ جب نیکیاں مفقود ہونا شروع ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی امان اور حفاظت اٹھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ ایک دفعہ تم نے کلمہ پڑھ لیا تو ہمیشہ کے لئے پناہ میں آ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اصولی بات بتا کر ہوشیار کر دیا کہ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ اصل شرط ہے۔ یہاں اس حصہ آیت میں تو یہ بیان نہیں ہوئی۔ دوسری بے شمار جگہ قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے کہ ایمان لانے کے بعد جو نیک اعمال ہیں وہ اصل شرط ہیں۔ پس آج پوری امت کے لئے اور خاص طور پر ان مسلمان ملکوں کے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے جو ظلم و تعدی میں بڑھ رہے ہیں۔ شرفاء کو ختم کرنے کی سازشیں کی جا رہی ہیں۔ پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اگلی بات فرمائی اور اس پر آجکل غور کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے خاص طور پر پاکستانیوں کو تو توبہ اور استغفار کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے بدانجام کا فیصلہ کر لے تو اسے ٹالنا ممکن نہیں۔ پس ضرورت ہے کہ کسی آخری فیصلہ سے پہلے اپنی حالتوں کو پھر نیکیوں کی طرف لانے کی کوشش کی جائے۔ کاش ہمارے لوگ یہ سمجھ لیں۔ ملک کے لوگوں کو اس کی عقل آ جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''انسان کو عذاب ہمیشہ گناہ کے باعث ہوتا ہے۔ خدا فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَایُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (الرعد: 12) اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اندر تبدیلی نہ کرے''۔

(البدر جلد 2نمبر 14۔مورخہ 24/ اپریل 1903ء صفحہ 109)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’جب لوگوں نے اپنے افعال اور اعمال سے غضب الٰہی کے جوش کو بھڑکایا اور بدعملیوں سے اپنی حالتوں کو ایسا بدل لیا کہ خوف خدا اور تقویٰ وطہارت کی ہر ایک راہ کو چھوڑ دیا اور بجائے اس کے طرح طرح کے فسق وفجور کو اختیار کر لیا اور خدا تعالیٰ پر ایمان سے بالکل ہاتھ دھو دیا۔ دہریت اندھیری رات کی طرح دنیا پر محیط ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے نورانی چہرے کو ظلمت کے نیچے دبا دیا تو خدا نے اس عذاب کو نازل کیا تا لوگ خدا کے چہرے کو دیکھ لیں اور اس کی طرف رجوع کریں‘‘۔

(البدر جلد 3 نمبر 25 مورخہ یکم جولائی 1904ء صفحہ 3)

پس خدا تعالیٰ کے عذاب کسی بھی رنگ میں آئیں، اس وقت آتے ہیں جب یہ کیفیت ہوتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’جو شخص چاہتا ہے کہ آسمان میں اس کے لئے تبدیلی ہو۔ یعنی وہ ان عذابوں اور دکھوں سے رہائی پائے جو شامت اعمال نے اس کے لئے تیار کئے ہیں اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے اندر تبدیلی کرے۔ جب وہ خود تبدیلی کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق اس کے عذاب اور دکھ کو بدلا دیتا ہے‘‘۔ (الحکم جلد 8 نمبر 31 مورخہ 17/ ستمبر 1904ء صفحہ 2)۔

یعنی پھر وہ اپنی نیکیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات اس پر نازل ہوتے ہیں۔ برائیوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے جو آثار نظر آ رہے ہوتے ہیں وہ دور ہو جاتے ہیں۔ پس آجکل مسلم اُمّہ کو بھی سوچنے اور بہت سوچنے اور استغفار کی ضرورت ہے۔ اللہ کرے کہ ان کو عقل آ جائے۔ احمدی بھی جہاں ان کے تعلقات ہیں ان کو اس بات کو سمجھانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ (الرعد: 12) اور اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ کوئی والی نہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں ہے جو حفاظت میں رکھنے والا ہے یا مددگار ہے یا اپنے بندوں کی ہر شر کے خلاف نگرانی کرنے والا ہے تو اس کی تلاش کی ضرورت ہے۔ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کیا چاہتا ہے اور وہ کہاں ملتا ہے۔ اگر باوجود نمازیں پڑھنے کے نتیجے نہیں نکل رہے، وہ نتیجے نہیں نکل رہے جو آخری نتیجے ہوں۔ اگر باوجود روزوں کے قومی لحاظ سے انحطاط پذیری ہے۔ اگر باوجود لاکھوں لوگوں کے حج کا فریضہ ادا کرنے کے بہتری کے نشانات نظر نہیں آ رہے تو یقیناً ان سب عبادتوں کا حق ادا کرنے میں کہیں نہ کہیں کمی ہے۔ اللہ کرے اُمّت کو اس کی سمجھ آ جائے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف حقیقی رجوع کرنے والے ہوں۔

اس مضمون کو خدا تعالیٰ نے سورۂ انفال میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ فرمایا کہ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (الانفال: 54) یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کبھی وہ نعمت تبدیل نہیں کرتا جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو۔ یہاں تک کہ وہ خود اپنی حالت کو تبدیل کر دیں اور یاد رکھو کہ یقیناً اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ اسے مزید کھول دیا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو تبدیل نہیں کرتا۔ جب تک وہ خود اپنی حالت اس نعمت سے محرومی کی نہ بنا لے اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی دی ہوئی نعمت نہیں چھینتا۔ انسان خود اپنے اعمال کی وجہ سے، اپنی بدبختی کی وجہ سے، اپنی بدقسمتی کی وجہ سے ان نعمتوں کو ضائع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہمارے سامنے قرآن کریم میں آ گیا ہے۔ یہ صرف پرانے لوگوں کے قصّے بیان کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کو بھی ہوشیار کرنے کے لئے ہے کہ یہ کتنی بڑی نعمت تمہیں مل گئی ہے اس کی قدر کرنا۔ اس نعمت کو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ: 4) کہ اپنی نعمت کو مَیں نے پورا کر دیا۔ پس یہ نعمت آخری شرعی کتاب کی صورت میں، قرآن کریم کی صورت میں ہمیں ملی۔ عمل کا حکم ہے اور جب اس پر عمل ہو گا تو تب ہی نیکیاں قائم ہوں گی اور جب نیکیاں قائم ہوں گی تو پھر جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے خدا تعالیٰ اپنی حفاظت میں لے لے گا۔ اپنے مولیٰ ہونے کا ثبوت دے گا۔ اس کے نظارے دکھائے گا۔ جو حالیؔ نے کہا تھا اس سے یہ مزید واضح ہوتا ہے کہ ؎

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

اور اس کا نتیجہ پھر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے محروم ہو گئے۔ نعمت کو ضائع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت بھی اٹھ گئی۔ غیر ہم پر حکومت کرنے لگ گیا۔ کیا اب بھی مسلمانوں کو سمجھ نہیں آئے گی کہ وہ اُمّت جس کے بارہ میں قرآن کریم نے اعلان فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا تھا کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران: نمبر 111) کہ تم وہ بہترین اُمّت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ وہ اُمّت جو فائدے کے لئے پیدا کی گئی تھی وہ اس انعام سے محروم کیوں ہو رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو اسے لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کیا تھا۔ لیکن انعامات سے محرومی کیوں ہے؟ اس لئے کہ اپنے لوگوں کے گلے کاٹے جا رہے ہیں۔ کہیں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کئے جاتے ہیں۔ اب کل پرسوں ہی پشاور میں جو دھماکہ ہوا، معصوم جانیں ضائع ہوئیں وہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہیں خودکش حملے ہو رہے ہیں۔ کہیں مذہب کے نام پر احمدیوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے یا بعض دوسرے لوگوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ کون سی خیر ہے جو اُمّت کے نام نہاد علماء کے ٹولے کے پیچھے چل کر تقسیم کی جا رہی ہے یا جس کو تقسیم کرنے کے لئے بڑے بڑے دعوے کئے جاتے ہیں۔ پس سوچنے کا مقام ہے۔ اپنی حالتوں کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ جب خدا تعالیٰ کی آخری فیصلہ کُن تقدیر حرکت میں آ جائے تو پھر کوئی اس انجام کو ٹالنے والا نہیں ہوتا۔ دوسروں کے نمونے بھی اصلاح کا باعث بنتے ہیں اور بننے چاہئیں۔

یہ احمدیوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے بھی جائزے لیتے رہیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہمیشہ سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ ہمیشہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہوں۔ ہمیشہ ہم اپنے اعمال پر نظر رکھنے والے ہوں۔ ہمیشہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر گزار رہیں۔ اور اگر یہ رہے گا تو پھر خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ہمارا مولیٰ، ہمارا نصیر ہونے کا نظارہ دکھاتا چلا جائے گا۔ کوئی نہیں جو جماعت کو نقصان پہنچا سکے۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے فَاَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ۔ ھُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (الحج: 79)۔ پس نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ وہی تمہارا آقا ہے۔ پس کیا ہی اچھا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

پس ایک حقیقی مومن کے یہ فرائض ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز کو قائم کریں اور اس قیام نماز سے ان میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر مالی قربانی کی طرف توجہ دیں۔ اپنے مالوں کو پاک کریں اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کو مضبوطی سے پکڑیں۔ کیونکہ اس کے احکامات پر عمل ہی اس بات کا ثبوت ہو گا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا آقا و مولیٰ سمجھتے ہیں اور مانتے ہیں۔ اور اس یقین پر قائم ہیں کہ وہی ہر آن ہمارا آقا و مولیٰ ہے اور رہے گا۔

قرآن کریم میں ایک اور جگہ سورۃ مائدہ میں اسی مضمون کو اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ۔ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ (المائدۃ: 56-57) یقیناً تمہارا دوست اللہ ہی ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور خدا کے حضور جھکے رہنے والے ہیں۔ اور جو اللہ کو دوست بنائے اور اس کے رسول کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تو اللہ ہی کا گروہ ہے جو ضرور غالب آنے والا ہے۔ یہ وہی باتیں ہیں۔ اس میں رٰکِعُوْنَ کا لفظ آیا ہے اور رٰکِعُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور خالصتاً اس کے حضور جھکتے ہوئے سب کچھ اسی کو سمجھنے والے ہوں۔ کسی بھی قسم کا شرک، کسی بھی قسم کی دوسری ملونیاں ان کے دین میں شامل نہ ہوں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا دوست اور وَلِیْ ہے اور اس کا رسول بھی اور مومن بھی اور مومنین کی یہی جماعت ہے جس نے پھر غالب آنا ہے اور اسی کے لئے غلبہ مقدر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے جو دوست ہیں اللہ تعالیٰ کے جو ولی ہیں اللہ تعالیٰ ان کا ولی ہو جاتا ہے اور ان کو یقیناً غالب کرتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یہ حدیث قدسی ہے) جس نے میرے ولی سے دشمنی اختیار کی تو مَیں نے اس کے ساتھ اعلان جنگ کر دیا۔ مجھے یہ چیز سب سے زیادہ پسند ہے کہ میرا بندہ فرض کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرے۔ (فرائض کیا ہیں؟ قرآن کریم میں تلاش کرنے ہوں گے فرائض۔ اور سب سے زیادہ فرض عبادات ہیں۔ روزانہ کی نمازیں ہیں) اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ مَیں اسے پیار کرنے لگتا ہوں اور جب مَیں اسے پیار کرنے لگ جاتا ہوں تو مَیں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو مَیں اسے ضرور عطا کروں گا اور اگر وہ میری پناہ چاہے گا تو مَیں ضرور اسے پناہ دوں گا۔ کسی چیز کے کرنے میں مجھے کبھی تردّد نہیں ہوا (جیسا) ایک مومن کی جان نکالتے ہوئے تردد ہوتا ہے وہ موت کو ناپسند کرتا ہے۔ اور اسے تکلیف دینا مجھے ناپسند ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع۔ حدیث نمبر 6502)

تو اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے بندوں کا خیال اور لحاظ رکھتا ہے۔ پس اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا جائے۔ اس کے حقوق ادا کئے جائیں۔ اس کے حکموں پر عمل کیا جائے۔ تقویٰ کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا پھر مولیٰ بنتا ہے۔ جیسا کہ حدیث سے بھی ہمیں واضح ہوا۔ پھر اس کی ہر حرکت و سکون میں اللہ تعالیٰ کا عمل دخل شامل ہو جاتا ہے۔

اللہ کرے کہ ہم نیکیوں پر قدم مارتے ہوئے اپنے حقیقی آقا و مولیٰ سے ہمیشہ جڑے رہیں تا کہ ہر آن ہم اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے دیکھتے چلے جائیں۔

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیرِ ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

فجیئن (Fijian) زبان میں ترجمہ قرآن کریم

جزائر فجی میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ مکرم مولانا شیخ عبدالواحد فاضل صاحب ستمبر 1960ء میں فجی پہنچے۔ اشاعتِ اسلام کی تبلیغی کوششوں کے ساتھ ساتھ آپ نے قرآنِ کریم کے فجیئن ترجمہ کی طرف بھی توجہ کی۔ چنانچہ اس کام کے لئے مکرم الیپاتے سکیوو (Mr. Alipate Sikivou) کی خدمات حاصل کی گئیں جو آک لینڈ (نیوزی لینڈ) یونیورسٹی سے گریجویٹ تھے۔ اور فجیئن زبان کے بھی ماہر تھے۔ ترجمہ کے لئے حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن کو بنیاد بنایا گیا۔ 1963ء میں یہ ترجمہ مکمل ہوگیا اور اس ترجمہ کے سارے اخراجات مکرم حاجی عبداللطیف صاحب مرحوم کو ادا کرنے کی سعادت ملی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اِس ترجمہ کو اُس وقت تک شائع کرنے کی اجازت نہ دی جب تک کوئی احمدی جسے فجیئن زبان کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات، عربی اور اردو کا بھی علم ہو وہ اِس ترجمہ پہ نظرِ ثانی نہ کرلے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجازت سے 1977ء میں مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب نے فجیئن ترجمہ پر نظر ثانی کا کام شروع کیا اور اس سلسلہ میں دو فجیئن زبان کے ماہر مکرم تیوتا ریتووا (Mr.Tevita Ritova) جو عدالت میں ترجمہ کا کام کرتے تھے اور مکرم الیسیانائی والو (Mr. Iliesa Naivalu) جو فجیئن اخبار کے ڈپٹی ایڈیٹر تھے کی خدمات حاصل کی گئیں۔ انہوں نے ہی انڈیکس کا بھی فجیئن ترجمہ کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ہدایت فرمائی تھی کہ فجیئن ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم کی عربی عبارت ضرور درج ہو اور ہر آیت کے سامنے فجیئن ترجمہ ہو اور صفحات کے نمبر دائیں سے بائیں یعنی عربی انداز میں ہوں۔ اس ہدایت کی روشنی میں پہلے پارہ کا ترجمہ مکمل کرکے ربوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں بھجوایا گیا جسے حضورؒ نے پسند فرمایا اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب نے جب ترجمہ پر نظر ثانی کا کام شروع کیا تو آپ نے اِس کام کی اہمیت کی وجہ سے 1979ء میں سکول سے ریٹائرمنٹ لے لی۔ 1983ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پہلی دفعہ جزائر فجی کے دورہ پر تشریف لائے تو آپ نے اس وقت تک کئے گئے فجیئن ترجمہ قرآن کے کام کا بھی جائزہ لیا۔ اور اس کام کو جلد مکمل کرنے کے لئے درج ذیل تین رُکنی کمیٹی بھی بنادی۔

(1) مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب ولد مکرم جواد حسین صاحب (چیئرمین)

(2) مکرم محمد یونس خان صاحب ولد مکرم محمد ایوب خان صاحب

(3) مکرم محمد محبوب شیر افغان صاحب عرف بوب ولد مکرم جعفر خان صاحب

مکرم ماسٹر محمد یونس خان صاحب 1984ء میں وفات پاگئے تو مکرم محبوب بوب صاحب کو لمباسہ بلالیا گیا اور پھر مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب اور مکرم محبوب صاحب نے مسلسل محنت کرکے اِس کام کو مکمل کیا۔

ترجمہ پر نظرِ ثانی کا کام مکمل ہونے پر 1987ء میں فجی کے کوالٹی پرنٹ لمیٹڈ پریس کی خدمات حاصل کی گئیں۔ چونکہ پریس میں عربی تحریر کا انتظام نہیں تھا اس لئے عربی کا حصہ دوسرے قرآن کریم سے لے کر فجیئن ترجمہ کے ساتھ سیٹ کرکے ایک ڈمی تیار کی گئی۔ خرچ بچانے کے لئے مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب کی نگرانی میں لجنہ، انصار اور خدام مل کر پرنٹ شدہ صفحات کو ترتیب سے رکھتے۔ مکرم مولانا عبدالعزیز شاہد صاحب امیر ومشنری انچارج بھی خاص طور پر قرآنی آیات کی ترتیب وغیرہ دیکھتے اور فائنل چیکنگ کرتے۔ کوالٹی پرنٹنگ پریس میں چونکہ جلد سازی کا انتظام نہیں تھا اس لئے اسے جلد بندی کے لئے اوشیانا پرنٹنگ پریس میں دے دیا جاتا۔ 180x25/50 سائز کے 844 صفحات پر مشتمل اس ترجمہ کا ایک ایڈیشن چار ہزار کی تعداد میں 1987ء میں شائع ہوا۔ اس پر کُل پچاس ہزار فجیئن ڈالرز خرچ آیا تھا جو فجی جماعت نے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

فجیئن زبان میں ترجمہ قرآن کریم کرنے کی توفیق صرف احمدیہ مسلم جماعت کو ملی ہے فجیئن زبان میں بہت سے Dialect ہیں۔ یہ ترجمہ باؤن (Baun)Dialect میں ہے جو کہ سرکاری زبان ہے۔

✿✿✿✿✿✿✿✿

طوالوئن (Tuvaluan) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

طوالوئن (Tuvaluan) زبان بحرالکاہل کے جزیرہ طوالو کے لوگوں کی زبان ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق دنیا میں 13 ہزار افراد طوالوئن زبان بولتے ہیں۔ اس زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ 1990ء میں انگلستان سے شائع ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جزائر طوالو میں مکرم افتخار احمد صاحب ایاز (حال لندن) کی کوششوں سے جون 1985ء میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔

طوالوئن زبان میں ترجمہ قرآن مجید کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے مکرم افتخار احمد صاحب ایاز لکھتے ہیں کہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو شروع سے ہی نومبائعین کی تربیت کا فکر تھا۔ آپؒ نے فرمایا کہ:

''نو احمدیوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں تاکہ Preserve ہو جائیں۔ سردست تو اتنے ہیں جتنے ایک مرغی اپنے پروں کے نیچے چوزوں کی آسانی سے حفاظت کرسکتی ہے۔ تربیت آسانی سے کرسکتے ہیں''۔

حضور کا ارشاد تھا کہ جلد از جلد دو ورقہ پمفلٹس کا طوالو زبان میں ترجمہ کرا کے شائع کروالیں۔ جب یہ کام ہوگیا تو ہدایت تھی کہ نماز کی کتاب بھی طوالو زبان میں ترجمہ کے ساتھ شائع ہوجائے۔ اللہ نے فضل کیا اور یہ کام بھی جلد ہوگیا۔ اور تربیت کے لحاظ سے بہت مؤثر ثابت ہوا۔ تراجم کروانے کے اس ابتدائی کام کا یہ فائدہ ہوا کہ مجھے ترجمہ کرنے والوں کی قابلیت کا بھی علم ہوگیا اور پھر صد سالہ جوبلی کے پروگرام کے تحت ہدایت آئی کہ منتخب آیات قرآن کریم کا ترجمہ کروایا جائے۔ اس کے لئے مَیں نے طوالو زبان کے سرکاری بورڈ کے چیئرمین جناب Pulekai سے درخواست کی۔ وہ اس زبان کے ماہر مانے جاتے تھے اور ویسے بھی خدا رسیدہ انسان تھے۔ انہوں نے آیات کا ترجمہ شروع کردیا اور 1987ء کے آخر تک یہ ترجمہ مکمل ہوگیا۔ حضور کی طرف سے یہ ہدایت بھی تھی کہ ترجمہ کو باقاعدہ چیک بھی کرایا جائے اور ہر طرح سے اس کے صحیح ہونے کے متعلق تسلی ہو۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمادیا کہ بورڈ کے ڈپٹی چیئرمین جناب Katalake صاحب نے دفتر میں اپنے طور پر یہ ترجمہ پڑھا اور اس سے ان کو اسلام میں دلچسپی پیدا ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ وہ بھی ماشاء اللہ طوالو زبان کے ماہر تھے۔ اور انگریزی پر بھی اچھا عبور تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بروقت تحفہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے میرے ساتھ بیٹھ کر سارا ترجمہ چیک کیا اور یہ منتخب آیات کا ترجمہ 1988ء میں انگلستان میں جماعت کے رقیم پریس سے شائع ہوگیا۔ منتخب آیات کے تراجم فجی کے علاوہ ٹونگا، کیری باس اور سموا جزائر کی زبانوں میں بھی ہوئے۔

اس کے ساتھ ہی دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ قرآن کریم کے ترجمہ کے کام کو جاری رکھا جائے۔ جناب Pulekai صاحب بھی اس کے لئے راضی ہوگئے اور ہمارے احمدی بھائی مکرم Vavae Katalake صاحب نے اس کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا۔ حضور بھی اس پروگرام سے خوش ہوئے۔ ہر روز یہ ترجمہ ہوتا۔ شام کو ہم اسے چیک کرتے اور پھر اسے ٹائپ کرتے اور یہ سلسلہ قریباً ڈیڑھ سال تک جاری رہا۔ اس دوران چرچ والوں کی طرف سے شدید مخالفت ہوئی اور جناب Pulekai صاحب کو چرچ سے نکال دینے کی دھمکیاں دی گئیں اور ساتھ ہی طوالو بورڈ سے بھی نکال دینے کی دھمکی دی گئی لیکن وہ قطعاً گھبرائے نہیں اور مستقل مزاجی سے یہ کام جاری رکھا۔ اور کہتے کہ اس کام سے مجھے بہت ذہنی سکون ملتا ہے۔ اس ترجمہ کے کام کے دوران ان کا ایک بیٹا Talesia Pulekai جو پولیس کے محکمہ میں افسر تھا وہ احمدی ہوگیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترجمہ کا کام تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔

1989ء میں مَیں لندن آیا تو مکمل ترجمہ ساتھ لے کر آیا۔ رقیم پریس میں سارے ترجمہ کو دوبارہ کمپیوٹر پر ٹائپ کروایا گیا اور پھر اس کی پروف ریڈنگ کا کام تھا اس کے لئے حضور کے ارشاد پر مکرم Katalake صاحب کو لندن بلوایا گیا۔ اور وہ یہاں قریباً تین ماہ تک رہے۔ پروف ریڈنگ اور غلطیوں کی تصحیح کے بعد مکرم Katalake صاحب، خاکسار کی اہلیہ امۃ الباسط ایاز صاحبہ اور خاکسار نے مل کر ترجمہ کو آیات کے عربی متن کے ساتھ لگایا اور اشاعت کے لئے اس کی ڈمی تیار کی۔

طوالوئن زبان میں یہ ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا جس کے ساتھ اہم مضامین کا انڈیکس بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص احسان اور فضل سے 836 صفحات پر مشتمل قرآن کریم کے طوالو ترجمہ کی پانچ ہزار کاپیاں 1990ء میں شائع ہوگئیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

✿✿✿✿✿

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6 نومبر 2009ء کے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمادیا ہے۔ تمام امراء، مبلغین انچارج اور صدران جماعت سے درخواست ہے کہ:

- ✿ ...... نئے سال کے وعدہ جات کا کام بھرپور طریق سے شروع کروادیں۔
- ✿ ...... کوشش کریں کہ پہلے تین ماہ یعنی 31 جنوری 2010 تک وعدہ جات کے حصول کا کام مکمل ہوجائے۔
- ✿ ...... تحریک جدید کے مالی نظام میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ کی گنجائش ہے۔
- ✿ ...... تحریک جدید کے مالی نظام میں ہر فرد جماعت (بچوں، جوانوں، عورتوں اور بڑوں) کو شامل کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔
- ✿ ...... سال میں کم از کم دو بار ہفتہ تحریک جدید منایا جائے۔

جَزَاکُمُ اللہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

میدان عمل میں خدمت دین اور تائیدات الٰہی کے دلچسپ اور ایمان افرز واقعات

(داؤد احمد حنیف۔ مبلغ امریکہ)

تیسری قسط

بُوئے رام میں احمدیت

بُوئے رام گاؤں، جارج ٹاؤن سے قریباً 14 میل دور بجانب مغرب سڑک سے دو میل ہٹ کر واقع تھا۔ یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ علماء میں سے جو ربانی علماء تھے اور دین کا گہرا علم رکھتے تھے جب انہیں احمدیت کا پیغام پہنچایا جاتا تو وہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لے آتے تھے۔ ان ربّانی علماء میں سے ایک عالم جو الحاجی بُوئے رام کے لقب سے مشہور تھے اور اپنے گاؤں کے بڑے امام تھے جب انہیں پیغام ملا تو انہوں نے خدا تعالیٰ کی حمد گاتے ہوئے قبول کیا۔ ان کے گھر والوں نے اور بڑی عمر کے طالبعلموں نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ الحمدللہ۔ ایسے علماء ربانی ہمیں بہت کم ملے۔ خاکسار یہاں پر باقاعدہ جاتا رہتا اور ان کے ایمان میں ترقی مشاہدہ کرتا رہتا۔ ایک دن فرمانے لگے کہ احمدیت خالص توحید دُنیا کو دے رہی ہے مگر یہاں کے لوگوں کیلئے اس کا سمجھنا بہت مشکل ہے یہاں پر تو تعویذ گنڈے کا دور دورہ ہے۔

پاچار گاؤں میں تبلیغ کا واقعہ

جارج ٹاؤن سے کوئی بیس میل کے فاصلہ پر بُوئے رام سے آگے ایک بڑا گاؤں پاچار نامی تھا اور یہاں پر سارے علاقہ کا ایک بڑا امام تھا۔ ایک دن خاکسار نے ارادہ کیا کہ وہ بڑے امام ہیں اور حاجی الحرمین ہیں اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر ظہور مہدیؑ کی خوشخبری پہنچاتا ہوں۔ چنانچہ خاکسار نے مکرم اسحاق سائینگ صاحب کو ساتھ لیا۔ کچھ عربی کُتب بھی رکھ لیں اور کچھ سفر پیدل کیا اور باقی پبلک ٹرانسپورٹ مل گئی اور ہم 12 بجے دوپہر کے قریب پاچار پہنچ گئے۔ امام صاحب اپنے صحن میں برآمدہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے اور چند دوست ان کے پاس موجود تھے۔ لوکل رواج کے مطابق علماء کے پاس علم سیکھنے والے اکثر و بیشتر موجود رہتے ہیں اور ایسے لوگ عمر میں عالم کی عمر کے لگ بھگ بھی ہوتے ہیں۔ ان کے پاس جو طالب علم موجود تھے وہ سب بڑی عمر کے یعنی پوری جوانی کی عمر میں تھے۔ خاکسار نے ان کے قریب پہنچ کر انہیں السلام علیکم کہا اور بات کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے ہمارے سلام کا جواب اونچی آواز میں تو نہیں دیا اگر منہ کے اندر دیا ہو تو علیحدہ بات ہے۔ انہوں نے اپنے ترجمان کے ذریعہ کہا کہ یہ کیا چاہتے ہیں؟ خاکسار نے عرض کیا کہ مَیں ان کی خدمت میں یہ کتاب عربی زبان کی جسکا نام حَمَامَةُ الْبُشْریٰ ہے پیش کرنی چاہتا ہوں اور بات چیت کرنے کا خواہش مند ہوں۔ مَیں نے عربی میں بھی چند فقرے کہے اور چاہتا تھا کہ یہ میرے ساتھ عربی میں بات کریں مگر انہوں نے لوکل زبان میں اپنے ترجمان کے ذریعہ دریافت کیا کہ اس کتاب کا مضمون کیا ہے۔ خاکسار نے انہیں بتایا کہ اس میں قرآن کریم کی آیات اور ان کی تشریح ہے اسی طرح احادیث رسولؐ بھی بیان ہوئی ہیں اور دین اسلام کے بارہ میں بیان ہے۔ امام صاحب موصوف نے دریافت کیا کہ اس کا مصنف کون ہے؟ انہیں بتایا کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کی تصنیف لطیف ہے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے زمانہ کا امام مقرر فرمایا ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ آگ بگولا ہو گئے اور ترجمان سے کہنے لگے ان کو کہو کہ یہاں سے چلے جائیں اور غصہ میں کانپنے لگے۔ ان کے پیروکار، طالب علم بھی غصے سے ہمیں دیکھنے لگے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ ہم بفضل اللہ مسلمان ہیں اور اپنے جیسے بھائیوں کے پاس آئے ہیں اور آپ سے مل بیٹھ کر دینی باتیں کرنے کے خواہشمند ہیں اور یہ کتاب آپ کیلئے تحفہ کے طور پر پیش کرنی چاہتا ہوں۔ امام صاحب اور زیادہ غصے سے بولے ہم مسلمان کے گھر پیدا ہوئے جوان ہوئے قرآن پڑھا اور اب ہم بوڑھے ہو گئے ہیں ہم قرآن کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ تمہارے ساتھ کوئی بات کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ اسکے ساتھ ہی ان کا ایک نوجوان شاگرد وہاں سے اندر کمرے میں گیا اور ایک بڑا Cutlus (لوکل تلوار) اٹھا کر لے آیا اور ہم سے تھوڑے فاصلہ پر پڑے ہوئے پتھر پر اسے تیز کرنے لگا۔ اسے دیکھ کر میرے ترجمان مکرم اسحاق سائینگ صاحب نے خاکسار کو کہا کہ چلو یہاں سے چلیں۔ جواباً انہیں کہا کہ کیوں؟ کہنے لگے دیکھتے نہیں کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ یہ صورتحال بڑی خطرناک ہے چلو یہاں سے فوراً چلیں۔ خاکسار نے آہستگی سے انہیں کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ابھی تھوڑا ٹھہریں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں یہ صورتحال ٹھیک نہیں، چلتے ہیں۔ اس پر خاکسار نے کہا کہ مجھے تو کوئی خوف نہیں زیادہ سے زیادہ مجھے مار ہی دیں گے پھر کیا ہے۔ مَیں تو دین حق کو پہنچانے کیلئے ہزاروں میل سے یہاں آیا ہوں یہ جو کرتے ہیں، کریں۔ اگر آپ کو خوف ہے تو چلے جائیں۔ اس پر وہ اپنی گھبراہٹ کے باوجود میرے ساتھ کھڑے رہے۔

خاکسار نے دوبارہ کوشش کی کہ امام صاحب حَمَامَةُ الْبُشْریٰ کا ہدیہ ہی قبول کر لیں مگر وہ وہاں سے اٹھ کر یہ کہتے ہوئے دوسری طرف چل دیئے کہ یہاں سے نکل جاؤ ہمیں آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔ اب کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ چنانچہ امام صاحب کے گھر سے نا اُمید ہو کر واپسی کیلئے روانہ ہوئے۔ ابھی گاؤں کے آخری حصہ میں باہر کی جانب نکل رہے تھے کہ وہاں قریب ہی ایک درخت کے نیچے ایک استاد بچوں کو عربی پڑھاتے ہوئے نظر آیا۔ خاکسار ان کے پاس پہنچا۔ انہیں السلام علیکم کہا اور عربی زبان میں گفتگو شروع کی۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔ ہمیں بھی بڑی خوشی ہوئی کہ یہ پیغام سننے کیلئے تیار ہیں۔ چنانچہ مختصر سی گفتگو کے بعد خاکسار نے حَمَامَةُ الْبُشْریٰ کا تحفہ انہیں پیش کیا جسے انہوں نے خوشی سے قبول کیا۔ اور ہم وہاں سے پیدل چلتے ہوئے مین سڑک پر پبلک ٹرانسپورٹ کا انتظار کرنے لگے۔ ان دنوں پبلک ٹرانسپورٹ کا یہ عالم تھا کہ بعض دفعہ گھنٹوں انتظار کرنے کے بعد جب کوئی ٹرانسپورٹ آتی تو سواریوں سے بھری ہوئی ہونے کے باعث کھڑی نہ ہوتی اور مسافر مزید انتظار کرتے رہتے۔ بہرحال جب موقع ملا ٹرانسپورٹ لے کر ہم واپس جارج ٹاؤن پہنچے۔

قریباً ایک ماہ گزرنے کے بعد ایک دن بازار میں دُور وہی اُستاد کھڑے نظر آئے۔ خاکسار تیزی سے ان کی طرف چلنے لگا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے منہ دوسری طرف کر لیا اور چلنے لگے خاکسار نے مزید تیز چل کر انہیں سلام کیا اور احوال پوچھے کہ مدرسہ کیسا چل رہا ہے اور گاؤں کا کیا حال ہے۔ وہ افسردہ سے تھے کہنے لگے کہ مجھے گاؤں والوں نے مدرسہ سے نکال دیا ہے۔ دریافت کیا کہ وجہ کیا بنی؟ کہنے لگے کہ آپ نے مجھے جو کتاب تحفہ میں دی تھی لوگوں نے اسے دیکھ لیا تھا اور مجھ سے بڑے سخت ناراض ہوئے کہ تم نے احمدی مبلغ سے کتاب کیوں لی۔ ہم تمہیں ملازمت سے فارغ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس دن سے میں فارغ پھر رہا ہوں۔ خاکسار کو ان کی بات سُن کر بہت افسوس ہوا کہ ہماری وجہ سے اس بیچارے کی نوکری جاتی رہی۔ ہمارے پاس تو انہیں رکھنے کیلئے یا مدد کرنے کیلئے کچھ تھا ہی نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے اس کیلئے صرف دعا کرتے رہے کہ مولا کریم اس کا کوئی بندوبست اپنی جناب سے فرمائے اور گاؤں والوں کیلئے بھی بہت دعا کی کہ اللہ ان کی آنکھیں کھولے اور ہدایت پائیں۔

ہوادار فریج

خاکسار کا معمول تھا کہ روزانہ ناشتہ کے بعد بازار سے کھانا پکانے کا سامان لاتا اور جو سالن بنا سکتا بنا لیتا۔ ان دنوں مشن اپنے مبلغین کو کوئی فرج وغیرہ نہیں دیتا تھا نہ غالبًا دے سکتا تھا بلکہ امیر اور مشنری انچارج کے پاس بھی کوئی ریفریجریٹر وغیرہ نہ تھا اور ہر روز کھانا پکانا پڑتا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ اگر مرکزی مشن میں کوئی سالن زائد پک جاتا تو ہمارے امیر صاحب فرماتے کہ جاؤ اسے فریج میں رکھ آؤ۔ خاکسار نیا نیا گیا تھا ان سے پوچھا کہ مشن میں تو کوئی فریج نہیں جس فریج میں رکھنا ہے وہ کیا کسی ہمسائے کا ہے۔ تو ہنستے ہوئے فرمانے لگے تمہیں فریج کا پتہ نہیں۔ پھر باہر آ کر برآمدہ میں بنے ہوئے ایک طاقچہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہے ہمارا فریج، اس میں رکھیں۔ یہاں رات کو چونکہ ٹھنڈی ہوا چلتی ہے اس لئے کھانا اس میں ٹھنڈا رہتا ہے خراب نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہ مرکزی فریج سالہا سال تک انہیں کام دیتا رہا۔

جارج ٹاؤن میں ہمارے ملکی مرکز کی نسبت بہت زیادہ گرمی پڑتی تھی اور ویسا فریج بھی نہ تھا جس میں بچا ہوا سالن رکھ لیا جاتا۔ اس کے علاوہ یہاں پر سبزیاں وغیرہ بہت ہی کم اور وہ بھی سال کے کچھ مہینوں میں ملتی تھیں۔ اکثر گوشت مل جاتا تھا۔ چنانچہ سوچ بچار اور کچھ کھانوں کے ضائع کرنے کے بعد یہ طریق اختیار کیا کہ خاکسار اوّل تو اکیلا ہونے کے باعث زیادہ کھانا پکاتا ہی نہیں تھا۔ نہ زیادہ کھانے پکانے آتے تھے اور نہ ہی میسر تھے۔ چنانچہ خاکسار ایک دن گوشت خرید کر لاتا اور اسے بھُون لیتا پھر اس میں سے ایک حصہ لے کر اس کا ایک دن شوربا وغیرہ بنا لیتا۔ بازار سے روٹی پکی پکائی لوکل طرز کی مل جاتی تھی وہ استعمال کر لیتا۔ اگلے دن بھُنے ہوئے گوشت کے ساتھ چاول کا پلاؤ بنا لیتا اور تیسرے دن بھنے ہوئے گوشت کے بقیہ حصہ کو آلوؤں کے ساتھ ملا کر پکا لیتا۔ جو حصہ بھُنے ہوئے گوشت کا بچتا اُسے اگلے روز پھر سے بھُون لیتا تا کہ جراثیم اس میں پیدا نہ ہوں۔ اس طرح عموماً تین دن نکل جاتے۔ پھر کوئی سبزی اگر مل جاتی تو وہ استعمال کرتا ورنہ کبھی چنے کے ساتھ چاول پکا لیتا اور کبھی پیاز کے ساتھ چاول اور اسے پلاؤ کا نام دے دیتا۔

غیر متوازن خوراک کے استعمال سے بیماری اور اس کا علاج

آغاز میں ہی میری والدہ محترمہ مرحومہ کا مجھے خط آیا کہ بتائیں آپ کو کون سی سبزیاں اور کھانے کی چیزیں مل جاتی ہیں اور کیا کھانے کا انتظام ٹھیک ہے؟ جن دنوں خط ملا ان ایام میں تو کوئی سبزی مل نہیں رہی تھی اور پریشانی رہتی تھی کہ کیا کِیا جائے۔ خاکسار نے یہ سوچتے ہوئے کہ اپنی پریشانی کو ماں باپ کے پاس پہنچا کر انہیں پریشان نہیں کرنا چاہئے۔ انہیں تمام سبزیاں جو عموماً ملک کے دارالخلافہ میں سارے سال کے دوران کسی وقت بھی میسر آ سکتی تھیں (گو وہ چیزیں جارج ٹاؤن میں تو صرف چند ماہ ہی ملتی اور وہ بھی اُن میں سے چند ایک ہی) اُن سب کے نام لکھ کر یہ لکھ دیا کہ گیمبیا میں یہ سبزیاں اور چیزیں ملتی ہیں اور ان میں سے جس جس چیز کو دل چاہے لے لیتا ہوں اور اس طرح کھانے کا انتظام ماشاء اللہ ہو جاتا ہے۔ تا کہ اس طرح انہیں تبلیغی میدان میں پیش آنے والی حقیقی مشکلات کا پتہ نہ چلے اور وہ پریشان نہ ہوں۔ خاکسار اس طرح پر کھانے کا انتظام کرتا رہا زیادہ تر انحصار گوشت پر تھا اور سبزیاں میسر نہ تھیں۔ چند سال تو گزارہ ہوتا رہا مگر پھر خاکسار کے جسم میں Vitamin کی سخت کمی ہو گئی اور یہ معلوم نہ تھا کہ وٹامن کی کمی ہوئی ہے۔

ہوا یوں کہ خاکسار کے جسم میں بہت گرمی پیدا ہو گئی۔ شروع میں تو تھوڑی تھی مگر آہستہ آہستہ گرمی اتنی شدید ہو گئی کہ چارپائی پر لیٹنا مشکل ہو گیا۔ جسم کے ساتھ پہنے ہوئے کپڑے بھی جب جسم سے لگتے تو بڑی تکلیف ہوتی۔ اس وقت جو ہمارے احمدی ڈاکٹرز نصرت جہاں سکیم کے تحت گیمبیا میں کام کر رہے تھے ان سے بھی مشورے ہوئے۔ گورنمنٹ کے ڈاکٹر سے بھی مشورے کئے مگر انہیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی تھی۔ بعض نے تجویز کیا کہ پانی میں نمک ڈال کر پیوں تو اس سے فائدہ ہو گا۔ چنانچہ اس سے واقعی مجھے فائدہ ہوا مگر کچھ وقت گزرنے کے بعد پھر گرمی آ جاتی اور ایک دن میں اس طرح پانی میں نمک ڈال کر پینا بار بار اور جلدی جلدی ایسا کرنے کی ضرورت پیش آتی اور اس سے بھی سخت تنگ آ گیا۔ بعض دفعہ بار بار نہاتا تھوڑی دیر ٹھنڈ رہتی مگر پھر وہی گرمی۔ اس صورتحال کے پیش نظر خاکسار ارادہ بنا رہا تھا کہ حضور کی خدمت میں لکھتا ہوں کہ مجھے افریقہ میں ایسی بیماری لاحق ہو گئی ہے کہ اب مزید یہاں رَہ نہیں سکتا مجھے واپس بلا لیا جائے۔ اسی فکر اور تذبذب کی حالت میں تھا کہ ایک دن کیپٹن ڈاکٹر طاہر احمد صاحب جو بصّے شہر میں احمدیہ میڈیکل کلینک کے انچارج تھے میرے پاس جارج ٹاؤن آئے اور انہوں نے مجھے ایک کافی بڑی بوتل جس میں بڑے سائز کے کیپسول تھے اور گیورل کمپنی کے غالبًا سکینڈ نیویا سے درآمد شدہ تھے دی اور فرمایا کہ آپ نے ہر روز ایک کیپسول کھانے کے بعد کھانا ہے اور ناغہ نہیں کرنا اور ساری بوتل ختم کرنی ہے۔ ان پر لکھا ہوا کچھ نہیں تھا۔ چنانچہ ان کے ارشاد کے بموجب روزانہ ایک کیپسول کھاتا رہا۔ قریباً پندرہ دن کے بعد گرمی میں فرق پڑنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب کو رپورٹ دی تو انہوں نے کہا کہ چھوڑنی نہیں، کھاتے رہیں۔ ایک مہینہ کے بعد ساری گرمی جسم سے جا چُکی تھی اور طبیعت بالکل ہشاش بشاش ہو گئی۔ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ڈاکٹر صاحب کا بھی جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ یہ Multi Vitamin تھے اور اب ظاہر ہو گیا کہ آپ کو سبزیاں نہ کھانے کے باعث وٹامن کی شدید کمی ہو گئی تھی جس کا اظہار جسم میں گرمی کے طور پر ہوتا تھا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

کُنٹا عور میں تبلیغ

جارج ٹاؤن سے دریا کے دوسری جانب قریباً 12 میل کے فاصلہ پر کُنٹا عور نامی قصبہ اپنے اردگرد کے گاؤں کیلئے تجارتی مرکز تھا۔ خاکسار مہینہ میں ایک دفعہ یہاں جاتا اور قصبہ کی ایریا کونسل کے ملازمین، دوکانداروں اور اڈہ پر آنے جانے والے مسافروں کو زبانی اور لٹریچر پیش کر کے تبلیغ کیا کرتا تھا اور شام کو واپس جارج ٹاؤن آ جایا کرتا تھا۔

ایک دفعہ واپسی کے وقت کوئی ٹرانسپورٹ نہ ملی تو خاکسار ایریا کونسل کے ایک ملازم جو قدرے واقف بن گئے ہوئے تھے اُن کے پاس رات گزارنے کیلئے رہا۔ کنٹاعور کے اردگرد Swamps ہیں اور پانی ہر وقت کھڑا رہتا ہے اور اس جگہ اس قدر مچھر ہوتا ہے کہ تصور سے باہر ہے دن کے وقت بھی اپنا ہاتھ متحرک رکھ کر اسے اڑانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ رات کو تو مچھروں کے غول کے غول آپ پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ لوکل لوگوں کو بھی کافی تنگ کرتے ہیں مگر غیر ملکی کیلئے تو وہاں رات گزارنا قریباً ناممکن ہے۔ خاکسار نے رات کمرہ کی ہر چیزیں دروازے کھڑکیاں بند کر کے مچھر مار اندر چھڑک کر کچھ دیر بعد اندر داخل ہو کر سونے کی کوشش کی مگر مچھر کہاں لیٹنے دیتا۔ رات بھر قریباً جاگتے اور مچھر سے آنکھ مچولی کرتے گزر گئی۔ خدا کا شکر کیا۔ اور آئندہ کیلئے توبہ کی کہ کبھی رات کنٹاعور میں نہیں گزاروں گا خواہ پیدل واپس جانا پڑے یہاں کبھی نہیں رہوں گا۔ اس جگہ سب پڑھے لکھے لوگوں کو جماعت کا لٹریچر پیش کیا اور بار بار یہاں کے دورے کئے۔ ایریا کونسل کے تین چار ملازمین یکے بعد دیگرے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ الحمدللہ۔

یہاں کے امام راتب صاحب فولانی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے ہاں حاضری دی اور اپنا تعارف کروایا اور ظہور امام الزمانؑ کی خوشخبری دی۔ انہوں نے چند منٹ تک خاکسار سے گفتگو کی۔ وہ نرم طبیعت کے آدمی تھے اور کوئی تلخ کلامی کی بات نہ ہوئی تاہم وہ احمدیت کا نام سُن کر کچھ تعجب کا اظہار کرنے ہی والے تھے کہ خاکسار نے انہیں جماعت کا عربی لٹریچر حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب حَمَامَۃُ الْبُشْرٰی بطور ہدیہ پیش کی۔ انہوں نے بھی کتاب کا مضمون دریافت کیا جو انہیں بتایا گیا اور ساتھ ہی کہا کہ یہ آپ کیلئے ہدیہ ہے آپ آرام سے اچھی طرح اس کا خود مطالعہ کریں۔ انہوں نے متذبذبانہ انداز میں کتاب لے لی اور خاکسار وہاں سے واپس روانگی کیلئے موٹر اڈہ پر پہنچا اور ٹرانسپورٹ کا انتظار کرنے لگا کہ تھوڑی دیر بعد امام صاحب کی طرف سے ایک نوجوان بھاگتا ہوا میرے پاس آیا اور جو کتاب میں نے امام صاحب کو ہدیہ کے طور پر دی تھی مجھے دے کر یہ کہتے ہوئے واپس بھاگ گیا کہ امام صاحب نے فرمایا ہے یہ آپ کو دے دوں۔

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مسلم علماء کا رویہ پیغام احمدیت کیلئے کیسا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو دین کا علم ہے اور قوم کی راہنمائی پر مامور ہیں۔ عوام کو جو کچھ یہ بتاتے ہیں وہ کَالْاَنْعَام، اندھوں کی طرح ان کی تقلید کرتے ہیں۔ اور حق کی مخالفت میں ہر ناجائز کام کرنے پر بھی تیار ہو جاتے ہیں اس لئے ہمیں ہر قدم پر بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ علماء سے گفتگو اور بحث مباحثہ کیلئے ہم تو ہر وقت تیار رہتے تھے مگر علماء نہ خود بات کرتے اور نہ ہی عوام کو ہماری سُننے دیتے یہ پراپیگنڈہ کرتے کہ یہ لوگ اسلام و حضرت محمد ﷺ کے دشمن ہیں انہوں نے نیا نبی بنالیا ہے اور نیا قرآن بنالیا وغیرہ (نعوذ باللہ) ان کی بات ہرگز نہ سُنیں۔ اس طرح لوگوں کو ہم سے دور رکھتے۔ تاہم ان کے بعض علماء سے بحث کا موقع بھی ملا۔ ان بڑے علماء میں سے ایک علاقہ کے بڑے مشہور عالم الحاج غوث سلہ صاحب سے مباحثہ ہوا۔

مباحثہ الحاج غوث سلہ

کُنْٹِنگ ایک مشہور گاؤں ہے جو جارج ٹاؤن سے دریا کے اس پار بجانب شمال مشرق سات میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس میں علماء وسلہ قبیلہ کی گدی سی ہے اور یہ لوگ وہاں پر اپنے مدرسہ سے علماء تیار کرتے ہیں اور پھر دوسرے علاقوں میں مختلف گاؤں کی امامتیں سنبھالتے ہیں۔ ان لیڈر علماء کے بہت بڑے عالم جو سعودیہ میں بھی کچھ عرصہ رہ کر پڑھ کر واپس آئے اور سانکولی کُنڈا گاؤں جو اپنی چیفڈم کا صدر مقام ہے وہاں کی امامت سنبھالی اور دینی تعلیم کیلئے وہاں مدرسہ قائم کیا ہوا تھا۔

خاکسار کے جارج ٹاؤن میں تقرر کی خبر سُن کر انہوں نے خاکسار سے ایک دفعہ بحث شروع کی۔ ابتدا میں تو نرم طریق پر گفتگو کرتے رہے مگر بعد میں علمی مباحثہ کرنے لگے۔ مَیں نے پہلے مکرم ماجہ سونکو صاحب کے ایمان لانے کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے کاشتکاری کیلئے سانکولی کنڈا میں کچھ زمین حاصل کر کے وہاں دھان کی فصل بوئی اور اس کی نگرانی وغیرہ کیلئے وہاں جایا کرتے تھے۔ ان کی قبول احمدیت کا چرچا ہوا تھا۔ اور اس عالم صاحب کے ساتھ ان کی بات چیت ہوئی تو انہوں نے احمدیت کے خلاف دلائل وغیرہ انہیں دیئے انہوں نے اپنی طرف سے جتنا علم احمدیت کا تھا بتایا اور ساتھ ہی کہا کہ مجھے زیادہ علم نہیں لیکن ہمارے مبلغ یہاں تین میل کے فاصلہ پر جارج ٹاؤن میں ہی موجود ہوتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو مَیں ان سے آپ کی بات چیت کرا دیتا ہوں۔ انہوں نے بھی آمادگی ظاہر کردی۔ چنانچہ ایک دن یہ عالم صاحب اپنے ایک ساتھی کے ساتھ جارج ٹاؤن آئے اور گفتگو شروع ہوئی تو کہنے لگے مَیں نے ماجہ صاحب کو کہا تھا کہ احمدیوں کے پاس کوئی نئی چیز نہیں ہے مقصد یہ تھا کہ اسے قبول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خاکسار نے جواباً کہا کہ ہاں ہمارے پاس واقعی سوائے قرآن کریم اور سنت و حدیث رسولؐ کے اور کوئی چیز نہیں ہے اور دین کیلئے یہی چیزیں کافی ہیں۔ اس پر انہوں نے گفتگو کا رخ بدلا اور کہنے لگے نہیں آپ لوگوں کے پاس اور چیزیں بھی ہیں۔ خاکسار نے عرض کیا آپ ان چیزوں کی طرف میری راہنمائی فرمائیں کونسی نئی چیزیں ہمارے پاس ہیں۔ کہنے لگے آپ کے پاس نئی چیز یہ ہے کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کو وفات یافتہ مانتے ہیں۔ خاکسار نے انہیں کہا کہ یہ تو کوئی نئی چیز نہیں قرآن کریم صاف طور پر یہ بتاتا ہے یہ ہم اپنی طرف سے تو نہیں کہتے۔ انہوں نے فرمایا کہ قرآن تو حضرت عیسیٰؑ کو زندہ قرار دیتا ہے خاکسار نے آیت متعلقہ کی تلاوت کیلئے انہیں کہا تو انہوں نے سورۃ النساء کی آیت کریمہ 158 پڑھی۔ خاکسار نے کہا کہ اس کا ترجمہ بھی تو کریں کہنے لگے آپ کو ترجمہ آتا ہے۔ مَیں نے کہا کہ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ آپ اس کا ترجمہ کریں۔ ترجمہ میں تو کہیں اُن کے زندہ ہونے کا ثبوت نہیں ہے پھر انہیں یوں ترجمہ بتایا:

(ترجمہ آیت 158) اور ان کے اس قول کے سبب سے کہ یقیناً ہم نے مسیح ابن مریم کو جو اللہ کا رسول تھا قتل کر دیا ہے اور وہ یقیناً اسے قتل نہیں کر سکے اور نہ اسے صلیب دے (کر مار) سکے بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اس کا کوئی علم نہیں سوائے ظن کی پیروی کرنے کے۔ اور وہ یقینی طور پر اسے قتل نہ کر سکے۔

(ترجمہ آیت 159) بلکہ اللہ نے اپنی طرف اس کا رفع کرلیا اور یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

چنانچہ اس آیت پر بحث ہوئی۔ انہوں نے آیت بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ پڑھی کہ اس میں تو عیسیٰؑ کے آسمان پر زندہ جانے کا ارشاد ہے۔ خاکسار نے رفع کے معنی انہیں سمجھائے کہ جب رفع کے ساتھ اِلٰی کا صلہ اللہ کی طرف ہو تو اس کے معنی درجات کی بلندی ہوتی ہے اور روحانی مرتبہ کی طرف راہنمائی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے اور خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کا رفع اپنی طرف فرمایا نہ کہ آسمان کی طرف۔ آسمان کا یہاں قطعاً ذکر موجود نہیں۔ پھر انہوں نے قتل اور صلیب نہ ہونے کے بارہ میں زور دیا تو انہیں سمجھایا گیا کہ دیکھیں یہاں صرف موت کے دو طریق سے نہ مرنے کا ذکر ہے ہر طریقہ موت کا ذکر نہیں ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ معاملہ ان پر مشتبہ کر دیا گیا اور آخر پر فرمایا وہ یقینی طور پر اُسے قتل نہیں کر سکے تھے۔ صلیب پر جو کہ لعنتی موت تھی اسکی بجائے اللہ تعالیٰ نے تو انہیں عالی مرتبہ عطا فرمایا۔ نیز غیروں کی تفاسیر میں بیان فرمودہ اُمور کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تفاسیر والوں نے جو واقعہ صلیب کے بارے لکھا ہے اُس میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جس کو صلیب دی گئی تھی وہ عیسیٰؑ کے ایک حواری تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھا یا اُن کے مخالفین میں سے تھا۔ یہ ایک واقعہ ہوا تھا اور اُسے دیکھنے اور اسے بیان کرنے والوں کا ایک بات پر اتفاق ہونا چاہئے تھا۔ اس پر الحاج غوث سلہ صاحب نے فرمایا اس میں تو کوئی حرج نہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہوا ہے اِخْتَلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ۔ اس کو سنتے ہی خاکسار نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر اُن سے کہا کہ آپ کے علم کا یہ حال ہے کہ آپ واقعات کے بارے اختلاف کو فقہی اختلاف قرار دے رہے ہیں۔ میرے محترم جب ایک واقعہ ہوا ہو اور اُس واقعہ کا مشاہدہ کرنے والے کہیں جا کر وہی واقعہ بیان کریں گے تو ان کے بیانات میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا ہر جگہ اور مقام پر ایک ہی بات دہرائیں گے۔ اِخْتَلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ آنحضرتؐ کا یہ ارشاد تو صرف فقہی امور میں اختلاف ہونے کے بارہ میں ہے۔ خاکسار نے جب زوردار طریق سے یہی بیان کیا تو وہ تھوڑی دیر خاموش ہو گئے اور پھر میٹنگ چھوڑ کر اپنے ساتھی کے ساتھ روانہ ہو گئے اور دوبارہ کبھی کوئی مسئلہ نہیں اُٹھایا۔

البتہ انہوں نے ہمارے احمدی دوست ماجہ سونکو صاحب کو ایک کتاب بنام القادیانیت مصنفہ احسان الٰہی ظہیر معاند احمدیت بزبان عربی دی اور کہا کہ اس میں احمدیت کا بطلان ہے پڑھ لیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے تو عربی آتی نہیں اگر آپ یہ کتاب مجھے چند دن کیلئے ادھار دے دیں تو خاکسار اسے اپنے مبلغ کو دے کر ان کی رائے معلوم کرے گا۔ چنانچہ ماجہ صاحب وہ کتاب لے کر میرے پاس آگئے اور ماجرا سُنایا کہ الحاج غوث صاحب نے یہ فرمایا ہے۔

خاکسار نے وہ کتاب چند دن میں پڑھی اس میں جماعت کے خلاف اُٹھائے جانے والے تمام اعتراضات عربی زبان میں بیان کئے گئے ہیں اور نہایت بودے اور گُستاخانہ انداز اور بازاری زبان استعمال کی گئی ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے سخت گِھن آتی ہے مگر پڑھنی پڑی۔ اس میں اٹھائے گئے سارے اعتراضات یا متعدد حصہ کے جوابات اردو میں پاکٹ بُک میں چھپے ہوئے تھے۔ خاکسار نے اپنے اُس وقت کے امیر جماعت مکرم چوہدری محمد شریف صاحب کو پڑھنے کیلئے بھجوائی اور لکھا کہ ہماری طرف سے عربی زبان میں اس کا جواب دینا بہت ضروری ہے کیونکہ حج کے موقع پر سعودی عرب میں حجاج کو رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے تحفہ کے طور پر پیش کی جاتی ہے اور الحاج غوث سلہ صاحب کو بھی انہوں نے ہی حج پر جب یہ گئے تھے پیش کی تھی۔

مکرم امیر صاحب نے مرکز کو اس بارہ میں لکھا نیز ملک شام میں مکرم ومحترم منیر الحصنی صاحب کو اس کتاب کا کوئی نسخہ خرید کر بھجوانے کیلئے کہا گیا۔ انہوں نے جواباً لکھا کہ جب یہ مقالوں کی صورت میں یہاں شائع ہوئی تھی تو انہوں نے پڑھی تھی اور اِن دنوں یہ یہاں ملتی نہیں۔ مکرم امیر صاحب کو مرکز نے اس کا جواب لکھنے کیلئے ارشاد بھجوا دیا۔ جو نسخہ ہمیں مستعار ملا تھا وہ صرف چند دن کیلئے تھا اس لئے اُسے واپس کرنا تھا۔ چنانچہ مکرم امیر صاحب نے اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اختتام کتاب پر آخری سطر کے بعد اس پر قرآن کریم کی درج ذیل دو آیات تحریر کر کے کتاب واپس بھجوادی کہ مالک کتاب کو پہنچادی جائے۔ وہ آیات یہ تھیں۔

25:56 ترجمہ: کافر اپنے ربّ کے خلاف (دوسروں کی) پشت پناہی کرنے والا ہے۔

6:113 ترجمہ:113: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کیلئے جن وانس کے شیطانوں کو دشمن بنا دیا۔ ان میں سے بعض بعض کی طرف ملمعّ کی ہوئی باتیں دھوکہ دیتے ہوئے وحی کرتے ہیں۔ اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ پس تُو ان کو چھوڑ دے اور اُسے بھی جو وہ اِفترا کرتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ چونکہ اس کتاب کا جواب لکھنا ہے اور اس کا کوئی نسخہ موجود نہیں اور نہ ہی کہیں سے ملتا ہے کہ انسان خرید لے۔ اس لئے اگر آپ اسے سطر بسطر اور صفحہ بہ صفحہ نقل کر لیں تو پھر جواب لکھنا شروع کیا جائے۔ ان دنوں فوٹو کاپی میسر نہیں تھی۔ اور یہ تین چار سو صفحات کی بڑی ضخیم کتاب تھی۔ خاکسار نے مالک کتاب الحاج سے مزید چند دن کیلئے مستعار لے لی اور دن رات ایک کر کے ساری کتاب خود تحریر کی اور پھر کتاب اُسے پہنچانے کیلئے خود اس وجہ سے گیا کہ اس پر مکرم مولوی صاحب نے دو آیات قرآنی لکھ دی ہوئی تھیں اور خدشہ تھا کہ مالک ناراض نہ ہو۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب کتاب الحاج غوث صاحب کو دی تو انہوں نے ورق گردانی کرتے ہوئے آخر پر پہنچتے ہی شور ڈال دیا کہ یہ آیات کتاب پر کیوں لکھی ہیں۔ خاکسار نے انہیں جواب دیا کہ قرآن کی ہی آیات ہیں اور یہ کوئی خراب چیز تو نہیں لکھی۔ آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں۔ اس پر دوبارہ گویا ہوئے کہ یہ کس کیلئے لکھی ہیں۔ خاکسار نے انہیں جواباً کہا کہ یہ ہر اُس شخص کیلئے لکھی ہیں جو اس کتاب کو پڑھے وہ آخر پر یہ دو قرآنی آیات بھی پڑھ لے۔

وہ بڑے ناراض تھے اور کہنے لگے مَیں نے آپ کو لکھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ خاکسار نے عرض کیا کہ آپ نے اس پر لکھنے سے منع بھی نہیں کیا تھا اور اگر آپ نے منع کیا ہوتا تو ہم نہ لکھتے۔ اس جواب کو سُن کر وہ خاموش تو ہو گئے مگر تھے ناراض ہی۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ اُن کو اتنی ناراضگی کیوں پیدا ہوئی، تھیں تو وہ آیات قرآنی ہی۔ ان کی اس ناراضگی کا موجب دراصل یہ حقیقت تھی کہ اُن کی اس کتاب کا مکمل جواب ان دو آیات میں آگیا تھا۔ جو ہر عربی جاننے والے کو آسانی سے نظر آجاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ ظہیر خدا کا منکر اور خدا کے خلاف نبرد آزما ہے۔ اور پھر دوسری آیت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مصنف کتاب سابق انبیاء کے مخالف شیاطین سے مکمل مماثلت رکھتے ہیں اور اس کی کتاب صرف شیطانی فعل ہے اس لئے اس سے اعراض کریں اور خدا پر توکل کریں۔ الحاج غوث صاحب اس وجہ سے ہی ناراض تھے کہ انہوں نے اتنی بڑی کتاب کا جواب مَاقَلَّ وَ دَلَّ جامع ومانع رنگ میں اور وہ بھی قران کریم کی صرف دو آیات درج کر کے دے دیا اب اعتراض کیوں کر کریں اور اپنی خفت وخجالت کو کیسے مٹائیں۔

(باقی آئندہ)

خطبہ عیدالاضحیہ

دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے، گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔

حقیقی عید انہی کی ہوتی ہے جو قربانی کے فلسفہ کو سمجھ کر ایک ماہ کی ذاتی قربانی کے دور سے گزر کر عید مناتے ہیں۔

عیدالفطر ایک ذاتی قربانی کی عید ہے اور عیدالاضحیہ جماعتی اور قومی قربانی کی عید ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونا اس کے احکامات کی تعمیل اور اپنی تمام صلاحیتوں اور قوتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنانا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانیوں نے اصل میں وہ قربانیاں کرنے والا انسان پیدا کیا جو انسان کامل کہلایا۔

اور ہر قسم کی قربانیوں کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر کے رہتی دنیا تک اپنا اسوہ حسنہ چھوڑ گیا۔

(قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں قربانی کی اصل حقیقت اور حکمت کا ایمان افروز بیان)

خطبہ عیدالاضحیٰ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 9/دسمبر 2008ء بمطابق 9/فتح 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ عید کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے عیدالاضحیہ منانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہمارے علاقوں میں، پاکستان، ہندوستان میں اسے قربانی کی عید اور بڑی عید بھی کہا جاتا ہے۔ گو یہ قربانی کی عید کہلاتی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو عیدالفطر بھی ایک قربانی کی عید ہے۔ جس کے منانے سے پہلے انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اس کی رضا کے حصول کے لئے ایک مہینہ تک اپنے آپ کو خاص اوقات میں جائز کاموں سے بھی روکے رکھتا ہے۔ اپنے بہت سے حقوق کی قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ اپنی عبادتوں کے معیار بہتر کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے اس قربانی کا حق ادا کرنے کے لئے مدد مانگ رہا ہوتا ہے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر ایسے لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا رہے ہوتے ہیں جو عام حالات میں شاید فجر کی نماز کے لئے ہی جاگتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے قربانی کے عرصہ کے اختتام پر اس ماہ کے آخر میں جو رمضان کا مہینہ کہلاتا ہے عید منانے کا حکم دیا ہے کہ اچھے کپڑے پہنو، کھاؤ پیو، ایک جگہ جمع ہو اور دو رکعت عید کی نماز ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ۔ اس دن وہ لوگ (عید مناتے ہیں) جو ایک مہینہ تک اپنے جائز حقوق کی بھی قربانی کر رہے ہوتے ہیں۔ دن کے ایک حصہ میں بھوک پیاس اور دوسرے جذبات کی قربانی دے رہے ہوتے ہیں جو مختلف موسموں کے لحاظ سے روزانہ دس سے اٹھارہ گھنٹے تک کی قربانی ہے۔ پھر راتوں کو خاص اہتمام کے تحت عبادتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اپنی راتوں کو زندہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اس قربانی سے پھر مومنوں کی زندگیوں میں ایسے انقلاب آ جاتے ہیں جو انہیں خدا تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں اور ایک نئے دور اور ایک نئی دنیا میں وہ چلے جاتے ہیں۔ اپنے نفس کی قربانی کرنے کی انہیں عادت پڑ جاتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے نفس کی اصلاح کے لئے اس اہتمام سے قربانی نہیں کی ہوتی جس اہتمام سے ایک مومن کرتا ہے لیکن پھر بھی وہ لوگ اسی طرح عید منا رہے ہوتے ہیں جس طرح حقیقی قربانی صرف انہی لوگوں نے کی ہے۔ بہرحال ان کی عید ایک تہوار منانے کے علاوہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ حقیقی عید انہی کی ہوتی ہے جو قربانی کے فلسفہ کو سمجھ کر ایک ماہ کی ذاتی قربانی کے دور سے گزر کر عید مناتے ہیں۔ بہرحال مَیں ذکر کر رہا تھا کہ یہ عید جو ہم آج منا رہے ہیں یہ قربانی کی عید کہلاتی ہے۔ عیدالفطر بھی ایک قربانی کی عید ہے لیکن وہ ایک ذاتی قربانی کی عید ہے۔ اور یہ جو عیدالاضحیہ ہے یہ جماعتی اور قومی قربانی کی خوشی میں ہے۔ جو ذات یا جو چند لوگ اس عید کا سبب بننے میں شامل تھے ان کا مقصد بھی ایک قومی اور بین الاقوامی انقلاب لانا تھا۔ پس جس طرح حقیقی عیدالفطر انہی کی ہوتی ہے جو روحانیت میں ترقی کے لئے ذاتی قربانی کرتے ہیں (گو اس کا آخری نتیجہ بھی جماعت کا روحانی معیار بلند ہونے کی صورت میں نکلتا ہے)۔ اسی طرح حقیقی قربانی کی عید بھی انہی کی ہے جو اس روح کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنی قربانی کر کے کی۔ جو روح ان تینوں کی قربانی کے پیچھے کارفرما تھی اس کو سمجھنے کی ایک مومن کوشش کرتا ہے۔ ہم تبھی حقیقی عید منانے والے ہوں گے جب یہ روح سمجھنے والے ہوں گے۔ ورنہ بکرے، دنبے، گائے وغیرہ ذبح کر کے ان قربانی کرنے والوں کی اکثریت تو صرف اپنی امارت کا اظہار کر رہی ہوتی ہے۔ لوگوں کے گھروں میں گوشت بھیجنا یا قربانی کرنا، جانور ذبح کرنا، لوگوں کی دعوت کرنا یہ اس قربانی کا مقصد نہیں ہے۔ بکروں، دنبوں، گائیوں یا اونٹوں کی قربانی سے کیا مقصد حاصل ہو رہا ہے سوائے اس کے کہ جانور ذبح ہو رہے ہیں۔ کیا ان قربانیوں سے اسلام کی خدمت ہوتی ہے؟ اسلام کی ترقی میں یہ ذبح کرنا کیا کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ اس قربانی کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ غریب کو کھانے کے لئے گوشت مل جاتا ہے۔ پھر سال میں ایک دفعہ غریب کو گوشت کھلا کر باقی سارا سال اس کی بھوک مٹانے کی طرف توجہ ہی نہ دینا کون سے ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے؟ بہت سے ملک ایسے ہیں جہاں گوشت کھلانے کے لئے یا گوشت دینے کے لئے کوئی ملتا ہی نہیں۔ یا اتنی قربانی ہو جاتی ہے کہ اس کا ڈسپوزل (Disposal) بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ حج پر جانے والے حاجیوں کی جو قربانیاں ہیں یہ بھی سنبھالی نہیں جاتیں۔ گو کہ غریب ملکوں کو یہ گوشت بھجوانے کا انتظام ہوتا ہے لیکن پھر بھی کتنے غریبوں کی بھوک مستقل طور پر مٹ جاتی ہے۔ مَیں افریقہ میں بھی رہا ہوں۔ غریب کو دو وقت کی روٹی کا محتاج ہی دیکھا ہے۔ پاکستان میں بھی بے شمار غریب ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں ہیں جو بھوکے سوتے ہیں۔ پھر یہ گوشت جو بظاہر اتنا وافر نظر آتا ہے دنیا کی بھوک نہیں مٹا سکتا۔ ہاں عید کے قریب جو جانور بیچنے والے ہیں ان لوگوں کے اس سے کاروبار چمک جاتے ہیں اور ان کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ وہ منہ مانگی قیمت اپنے جانوروں کی مانگ رہے ہوتے ہیں اور خریدنے والے لوگوں کو اپنی امارت اور پیسہ دکھانے کے لئے ادا کر رہے ہوتے ہیں۔

عید کے دن جانوروں کی ظاہری قربانی جو ہم کرتے ہیں دراصل ہمیں اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ جس انقلاب لانے کے لئے جانوروں کی قربانی کا حکم ہوا یا جس کی یاد میں جانوروں کی قربانی کا حکم ہوا وہ صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبح ہونے سے بچنا نہیں تھا بلکہ اس کے پیچھے ایک انقلاب لانے والی روح کارفرما تھی۔ صرف یہی نہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح ہونے سے بچنے کی یاد ہے جس کی خوشی میں ہم بکرے یا بھیڑیں یا دوسرے جانور ذبح کر رہے ہیں، اچھے کھانے بھی کھا رہے ہیں اور اچھے کپڑے بھی پہننے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حقوق العباد ادا کرنے کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے، کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ اسلام کا ہر حکم بے شمار مقاصد اپنے اندر لئے ہوتا ہے۔ جب فرمایا کہ قربانی کرو تو اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس کے تین حصے کرو اور اس میں سے ایک حصہ غریبوں کے لئے اور ایک حصہ رشتہ داروں کے لئے رکھو۔ یہ حکم اس لئے ہے تا کہ یاد رہے کہ صرف اپنے نفس کے ہی حقوق نہیں ہیں بلکہ تمہارے رشتہ داروں کے جو تم پر حق ہیں ان کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ غرباء کے بھی حقوق ہیں جن کی ادائیگی تم پر ضروری ہے۔ یہ حقوق عام حالات میں بھی ادا کرنے ہیں۔ غمی میں بھی ادا کرنے ہیں اور خوشی میں بھی ادا کرنے ہیں۔ ایک امیر آدمی عام حالات میں بعض دفعہ یہ خیال نہیں رکھتا کہ غریب کا بھی حق ادا کرنا ہے تاہم خوشی کے موقع پر دکھاوے کے لئے خرچ کر دیتا ہے۔ لیکن حق کی ادائیگی کی طرف اکثر توجہ نہیں رہتی۔ تو اس میں یہ بتایا

کہ تمہاری قربانی جو تم اس قربانی کی یاد میں کر رہے ہو جو ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کی تھی، اس وقت حقیقی قربانی کہلائے گی جب دوسروں کے حقوق بھی ادا کرو گے اور معاشرے کے غریب اور کمزور طبقہ کے حقوق بھی ادا کرو گے۔ اور اس کے لئے خاص طور پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے غریبوں کی بھوک کا مستقل خیال رکھنے کے لئے کئی جگہ حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (الحاقۃ: 35) یعنی جو اللہ سے دور ہٹے ہوئے لوگ ہوتے ہیں وہ غریبوں کو کھانے کھلانے کی دوسروں کو ترغیب نہیں دیتے۔ نہ آپ کھلاتے ہیں نہ دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں۔ پس غریب کی بھوک مٹانا ایک مستقل حکم ہے نہ کہ سال کے سال بڑی عید کی خوشی میں گوشت کھلا دینا۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کا ایک حصہ غریبوں کو دینے کا حکم دیا ہے وہ اس لئے ہے کہ تمہاری خوشیاں تمہیں غریبوں کے حقوق کی ادائیگی سے دور نہ لے جائیں۔ اس لئے تمہاری قربانیوں میں تیسرا حصہ غریب کا ہے۔ زکوٰۃ میں ایک امیر آدمی کے لئے ایک خاص شرح سے رقم کی ادائیگی ہے اور اس کے لئے خاص شرائط ہیں۔ اسی طرح صدقہ خیرات ہے جو ہماری صوابدید پر چھوڑا گیا ہے کہ جتنا آسانی سے دے سکتے ہو دو۔ لیکن عید پر جانور کی قربانی میں یہ حکم ہے کہ جتنا تمہارا حصہ ہے اتنا ہی غریب کا حصہ ہے۔ اس لئے کہ بھوک مٹانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اپنے بھائی کا خیال رکھنا، اس کا حق ادا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ بعض دفعہ ایک عام آدمی بھی جس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی قربانی کر لیتا ہے۔ تو اسے یہ حکم ہے یہ یاددہانی ہے کہ امیر آدمی یا کوئی بھی ایسا شخص جسے قربانی کی توفیق ہے اپنے سے کم مالی حیثیت والے اور بھوکے کا خیال رکھے تا کہ قربانی کا وہ جذبہ قائم ہو جو حقوق العباد کی ادائیگی کی وجہ سے جماعت کی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ جماعت کی بے چینیاں دور ہوتی ہیں۔ پس قربانیاں اور قربانی کی یہ عید رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (سورۃ الفتح:30) کی روح کو مستقل قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ جس غریب کو گوشت دیں گے اس کے حالات کا بھی علم ہو گا اور اس کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ بھی پیدا ہو گی۔ غریب ملکوں میں، پاکستان، ہندوستان یا افریقہ کے ممالک میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جب انہیں آپ گوشت بھجواتے ہیں تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ان کی حالت کیا تھی۔ پہلے تو کوئی پتہ نہیں ہوتا لیکن جب رابطہ ہو تو تب پتہ چلتا ہے کہ یہ گھر تو چوبیس گھنٹے یا اڑتالیس گھنٹے سے فاقے پر تھا۔ یا کئی ہفتے سے انہوں نے گوشت کی شکل نہیں دیکھی تھی اور گوشت جانے سے ان کے گھر میں چولہا جلا ہے۔ اس وقت جب آپ تحفہ دیتے ہیں تو بعض دفعہ ایسا ہوا کہ گھر والوں کی حالت دیدنی ہوتی ہے۔ ان کی عجیب حالت ہو رہی ہوتی ہے۔ اور آج کل کے دور میں جب دنیا میں مالی بحران اور لڑائی زوروں پر ہے۔ مزدوریاں اور ملازمتیں بھی نہیں ملتیں۔ اپنے بچوں کو کھانا کھلانا ایک غریب آدمی کے لئے اتنا مشکل ہو گیا ہے کہ اخباروں میں خبریں آتی ہیں کہ اس کی وجہ سے بعض لوگ خودکشی پر مجبور ہو گئے ہیں۔ پس یہ قربانی کی عید ایک تو یہ سبق دینے والی ہونی چاہئے کہ غریبوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو، تا کہ بھوک مٹے اور صرف ایک وقت کے گوشت پر ہی اکتفا نہ کرو کہ غریب کو تھوڑا سا گوشت بھیج دیا اور یہ کافی ہو گیا بلکہ اگر اپنے آپ کو مستقل قربانی میں بھی ڈالنا پڑے تو ڈالو اور حقوق العباد کی مستقل ادائیگی کی طرف توجہ رکھو۔ تقویٰ سے کام لو کہ یہی ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو اس گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے۔

جماعتی نظام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مستقل صدقات اور امداد کی مدیں ہیں۔ اس حوالہ سے ایک تو مَیں اس کی بھی تحریک کرتا ہوں کہ تمام دنیا کے صاحب حیثیت احمدیوں کو توجہ دینی چاہئے اور اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو تو خون اور گوشت کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ یہ خون اور گوشت کوئی انقلاب لا سکتے ہیں اگر صحیح طرح حقوق العباد کی ادائیگی نہیں ہو گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورۃ الحج آیت :38) کہ یاد رکھو ان قربانیوں کے خون اور گوشت ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے اور نہ پہنچ سکتے ہیں لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ پس یہ روح ہے جو ہماری قربانیوں کے پیچھے ہونی چاہئے۔

حقوق العباد کے ضمن میں ایک پہلو مَیں نے بھوک مٹانے کا بیان کیا ہے۔ اور بھی بہت سارے حقوق ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت میں اس کے لئے مختلف مدات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مدد ہوتی بھی ہے اور احباب جماعت کو اس طرف توجہ بھی دینی چاہئے۔ بہرحال حقوق العباد کئی ہیں اور اگر یہ حقوق ادا کئے جائیں تو تبھی جماعتی زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ تبھی احساس ہوتا ہے کہ ہم ایک جماعت ہیں، ایک دوسرے کی تکلیف کا احساس کرنے والے ہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہیں اور پھر اس کے علاوہ قربانی کا جو سب سے بڑا مقصد ہے وہ، وہ انقلاب لانا ہے جس نے دنیا کی کایا پلٹنی ہے۔ ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے تیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نہیں اس بیٹے کی جگہ مینڈھا قربان کر دو۔ تو نہ اس قربانی سے کوئی فرق پڑ سکتا تھا نہ ایک مینڈھے کی قربانی سے کوئی انقلاب آ سکتا تھا۔ یہ مینڈھے کی قربانی اس قربانی کی یاد دلانے کا ایک اظہار تھا اور آج تک ہے تا کہ کبھی مومن اپنے مقصد کو نہ بھولے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے، گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔ مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ اِن قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن۔ جلد 23۔ صفحہ 482)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے شریعت اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں۔ چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23۔ صفحہ 99۔ حاشیہ)

تو یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان۔ پس یہ قربانی کا مادہ ہے جو ہم نے اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ اور پھر ذاتی طور پر نہیں بلکہ اپنے گھر کے ہر فرد کو اس کا فہم و ادراک کروانا ہے اور پھر جماعتی سطح پر ہر شخص کو اس قربانی کا ادراک ہونا چاہئے۔ اس سمت کا تعین کر کے جب اس طرف چلیں گے تو تبھی وہ تمام قربانیاں جو ہم کرتے ہیں انقلاب لانے کا باعث بنیں گی۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونا کیا ہے؟ اس کے احکامات کی تعمیل۔ اپنی تمام صلاحیتوں اور قوتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنانا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھی تھی کہ بیٹے کو قربان کر رہے ہیں۔ تو اس وقت تک انتظار کیا جب تک بیٹا خود اس قربانی میں حصہ دار بننے کے لئے تیار نہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری پھیر دیتے جب وہ اپنے شعور کو نہ پہنچے تھے اور وہ قربانی ہو بھی جاتی تو کوئی ایسی بات نہیں تھی کیونکہ اس زمانہ میں انسانی قربانی کا تصور اور رواج تھا۔ جس طرح دوسرے باپ اپنے بچوں کو قربان کر دیتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو قربان کر دیتے اور پتہ بھی نہ لگتا۔ بلکہ آج تک بعض مذاہب میں انسانی قربانی کا تصور ہے۔ صرف خدا یا بتوں پہ قربان نہیں کئے جاتے بلکہ بعض مذاہب اور روایات میں عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے قربان کر دی جاتیں۔ مثلاً ہندوؤں میں ایک رسم ہے جو ابھی بھی بعض جگہ پر قانون سے بچ کر جاری ہے۔ خاوند کے مرنے پر بیوی کو اس کے ساتھ ستی کر دیا جاتا ہے۔ لیکن کیا وہ قربانیاں جو اس وقت کی جاتی تھیں یا اب بھی بعض مذاہب یا افریقہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا انسانی قربانی کا تصور رہے، کی جاتی ہیں۔ یہ قربانیاں کسی انقلاب لانے کا باعث بنتی ہیں؟ یا اس قربانی کی یاد میں جو کی جاتی ہیں خوشی منائی جاتی ہے؟ نہیں بلکہ ان قربانیوں سے تو بے چینیاں پھیلتی ہیں۔ کبھی قانون بنائے جاتے ہیں کہ قربانی نہ کی جائے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جو قربانی کی وہ ایک مومن میں جذبہ پیدا کرتی ہے۔ ایک بیٹا باپ کی بات سن کر کہتا ہے يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (الصّٰفّٰت:103) کیا خوبصورت جواب ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اس کی ذات کا فہم و ادراک رکھنے والے بیٹے کا یہ جواب ہے کہ اے میرے باپ جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر۔ انشاء اللہ تُو مجھے صبر کرنے والوں اور ایمان پر قائم رہنے والوں میں پائے گا۔ تو یہ قربانی تھی جس کے لئے باپ اور بیٹے نے خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے بغیر کسی تردّد کے عملی قدم اٹھایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء کہلاتے ہیں انہوں نے بیٹے کے بڑے ہونے کا انتظار کرنے تک جو وقت گزرا یا انتظار کیا وہ کسی تردّد کا اظہار نہیں تھا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ جو کام مَیں خدا کی ذات کے لئے کرنا چاہتا ہوں اس میں بیٹا بھی اپنی مرضی سے شامل ہو۔ ان کو پتہ تھا کہ یقیناً بیٹے کا جواب ہاں میں ہی ہو گا۔ یہ واضح کرنا چاہتے تھے کہ بیٹے کو بھی خدا تعالیٰ کی ذات کا فہم و ادراک ہے۔ بیٹے کو اس ثواب میں زیادہ سے زیادہ حصہ دار بنانا چاہتے تھے جو اس قربانی کے نتیجہ میں باپ بیٹے کو ملنا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی مرضی کچھ اور تھی۔ اس واقعہ کے ساتھ، اس انسانی قربانی کے حکم ساتھ یا جو خواب دکھائی اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اصل میں بغیر کسی مقصد کے انسان کی قربانی کی جو بدرسم جاری تھی اس کو بھی ختم کرنا چاہتا تھا۔ جب باپ نے بیٹے کو لٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے آواز دے کر، دونوں باپ بیٹے پر اپنے پیار کی نظر ڈالتے ہوئے کہا کہ رُک جاؤ۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا (الصّٰفّٰت :106) یقیناً تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا۔ جو خواب تھی وہ پوری کر چکا۔ اب آج سے کوئی انسانی جان بلا مقصد جانوروں کی طرح ذبح نہیں کی جائے گی بلکہ اس قربانی کے رواج کو آج سے ہم ایک نیا اور خوبصورت رنگ دیتے ہیں۔ اس قربانی کو ظاہری رنگ میں پورا کرنے کے لئے یہ حکم ہوا کہ مینڈھا ذبح کر دو اور اپنی قربانی ایک بامقصد قربانی بناؤ۔ جس کی ابتداء حقیقت میں اے ابراہیم تو اس وقت پوری کر چکا ہے جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو بچے کے ساتھ بے آب و گیاہ جگہ پہ چھوڑ آیا تھا تا کہ خدا تعالیٰ کا نام بیابانوں میں بھی پھیل جائے۔ تا کہ دنیا یہ گواہی دے کہ صرف باپ نہیں، صرف بیٹا نہیں بلکہ ماں بھی اس قربانی میں شامل ہے تا کہ دنیا یہ معجزہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ بیابانوں کو بھی شہروں میں بدل دیتا ہے۔ تا کہ دنیا یہ معجزہ دیکھے کہ یہ جگہ جو آج جنگل ہے اور کسی کو اس سے دلچسپی نہیں مرجع خلائق بن جانے والی ہے۔ اور دنیا یہ معجزہ دیکھے کہ اس قربانی کرنے والے خاندان سے اللہ تعالیٰ نے وہ انسان پیدا کرنا ہے جس نے دنیا کو حقیقی اور بامقصد قربانی کے طریق سکھانے ہیں۔ جس نے اپنی قربانی کی ایسی مثالیں قائم کرنی تھیں جو نہ دنیا نے اس سے پہلے دیکھی اور نہ اس کے بعد دیکھ سکتی ہے۔ وہ کامل اسوہ حسنہ ہے۔ کامل نمونہ ہے۔ جس کا اوڑھنا بچھونا، مرنا جینا، صرف

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office : 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

اورصرف خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ مالی قربانی کی مثالیں ہیں، جان کی قربانی کی مثالیں ہیں۔ وقت کی قربانی کی مثالیں ہیں۔ عزت کی قربانی کی مثالیں ہیں ۔ مال کی قربانی ہے۔ جو گھر میں آتا ہے خدا کی مخلوق کے لئے، غریبوں کی بھوک مٹانے کے لئے، ضرورتمندوں کے لئے فوری تقسیم کر دیا جاتا ہے اور جو دینی ضروریات کے لئے خرچ ہے اس کی تو کوئی انتہا ہی نہیں۔ صدقہ و خیرات کی بھی کوئی حد نہیں۔ تالیف قلب کا کوئی مقابلہ نہیں۔ جانوروں سے بھری ہوئی وادی بغیر کسی فکر کے کھڑے کھڑے ایسے شخص کو تحفہ دے دی جو ابھی مسلمان بھی نہیں ہوا اس لئے کہ دنیا اسلام کی حقیقت کو سمجھے، اس مقصد کو سمجھے جو اسلام اور آنحضرت ﷺ کی آمد کا ہے۔ جان خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا سوال ہے تو اسلام کے خلاف جنگوں میں آپ ہمیشہ ایسے مقام پر ہوتے تھے جو خطرناک ترین ہوتا تھا۔ صحابہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے سب سے زیادہ بہادر اور نڈر اور جان کی پرواہ نہ کرنے والا وہی سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آنحضرت ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ہر خطرہ سے بچایا لیکن آپ نے اپنے عمل سے صحابہ کو یہ سبق دے دیا کہ جان کی قربانی پیش کرنی ہے تو یہ طریق ہے اور یہ مقصد ہے کہ اسلام کے دفاع کے لئے پیش کرو۔ اپنی زندگی کو ایک اعلیٰ مقصد کے لئے قربان کرو کہ اسی سے دائمی زندگی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی سربلندی کے لئے اپنی زندگی کو حقیر شے سمجھو۔

پھر وقت کی قربانی ہے تو وہ بھی آپ کا ہر لمحہ حتی کہ نیند بھی خدا کی یاد میں قربان۔ لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے وقت دیا جا رہا ہے ۔ کوئی وقت ایسا نہیں جو بلا مقصد ضائع ہو۔

پھر عزت ہے تو اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ جَمِيْعًا کے مضمون کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے اپنے جذبات کو اس طرح مسل دیا جیسے کبھی تھے ہی نہیں۔ دنیا نے جذبات کی قربانی کا وہ بلند معیار صلح حدیبیہ کے وقت دیکھا جب رؤیا کو پورا کرنے کے لئے آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مکّہ تشریف لائے اور وہاں آنے کے باوجود جب دیکھا کہ آج اپنے جذبات کی قربانی میں ہی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو بظاہر نظر ایسی شرائط پر معاہدہ کر لیا جس سے کمزوری ظاہر ہوتی تھی۔ صحابہ بے چین تھے۔ حضرت عمرؓ جیسے صائب الرائے اور پختہ ایمان والے بھی جوش میں آنحضرت ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے سچے رسول نہیں۔ صحابہؓ کی زبانیں غم سے گنگ ہیں۔ اس دن صحابہ جان کی قربانی دینے کے لئے تو تیار تھے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے بیعت لی تھی لیکن اپنی عزت اور جذبات کی قربانی دینے کے لئے تیار نہیں تھے۔ لیکن اس رسول، ہاں کامل رسول، اس کوہ وقار و عظمت رسول جن کا اوڑھنا بچھونا اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول تھا اور اس کی خاطر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار تھے۔ سمجھتے تھے کہ یقیناً مَیں اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا اور سچا رسول ہوں لیکن یہ معاہدہ جو بظاہر ذلت کا باعث لگ رہا ہے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق فتح مبین کی صدائیں دے رہا ہے اور پھر اپنی قربانی کے جانور کی گردن پر چھری پھیر کر جو ظاہری طور پر اس جذباتی قربانی کے اظہار کے لئے ضروری تھا اس کی بھی اعلیٰ ترین مثال آپؐ نے قائم کی۔ صحابہ کو اس قربانی نے جھنجھوڑ دیا۔ وہ جو پہلے اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے تیار نہیں تھے وہ بھی آپؐ کی قربانی کرنے کے بعد اس بامقصد قربانی کی حکمت کو سمجھتے ہوئے اپنے جذبات کی قربانی کرنے والے بن گئے۔

پس حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانیوں نے اصل میں وہ قربانیاں کرنے والا انسان پیدا کیا جو انسان کامل کہلایا۔ اور ہر قسم کی قربانیوں کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر کے رہتی دنیا تک اپنا اسوہ حسنہ چھوڑ گیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

پس آج کی عید ہمیں یہ معیار سکھانے کے لئے اس اسوہ پر چلنے کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے ہے، یاد دلانے کے لئے ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے ہے۔ ہمیں اپنے عہدوں کی یاد دہانی کروانے کے لئے ہے کہ مَیں اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہوں گا۔ یہ رسول ﷺ جس نے ہر قسم کی قربانیوں کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں تا کہ اپنی پیدائش کا مقصد پورا کر سکیں، اس رسول ﷺ کے عاشق صادق اور غلام صادق کی جماعت میں ہونے کا ہمارا دعویٰ ہے۔ پس اٹھیں اور آج یہ عہد کریں کہ اسلام کی عظمت دنیا میں قائم کرنے کے لئے، آنحضرت ﷺ کی عزت دنیا میں قائم کرنے کے لئے، خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کے لئے ہر اس قربانی کے لئے تیار رہیں گے جس کے لئے مسیح محمدی کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے۔ ان بامقصد قربانیوں کے لئے آج ہر احمدی ایک نئے عزم کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کرے تا کہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم ہو اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہرائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے اپنی تاریخ کے گزشتہ قریباً ایک سو بیس سال میں اپنی بامقصد قربانیوں کو جو جان کی صورت میں بھی ہیں، مال کی صورت میں بھی ہیں، وقت کی صورت میں بھی ہیں اور عزت و جذبات کی قربانی کی صورت میں بھی ہیں کبھی کم نہیں ہونے دیا۔ آج بھی یہ عہد کریں کہ ان قربانیوں کی لَو کو نہ ہم کبھی اپنے دلوں سے بجھنے دیں گے اور نہ ہی اپنی نسلوں کے دلوں میں بجھنے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہی ہمارا مقصد ہوگا۔ اور اس کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے ہم اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اُسوہ کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں گے۔

گزشتہ دنوں مَیں قادیان کے لئے یہاں سے نکلا تھا لیکن ابھی ہندوستان کے سفر پہ ہی تھا جو جنوبی ہندوستان کا سفر تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سفر بھی جو دو ہفتے کا تھا بڑا کامیاب رہا، لیکن قادیان پہنچنے سے پہلے ہی ایسے حالات پیدا ہوئے کہ دہلی سے واپس آنا پڑا اور مجھے ایک بہت مشکل فیصلہ کرنا پڑا۔ لیکن جماعت کے مفاد کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اسی میں سمجھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا۔ اس کے بعد کئی لوگوں نے مجھے لکھا۔ ہر احمدی اپنے اپنے ذوق کے مطابق (بات) کرتا ہے لیکن اس طرف بہت سوں کی نظر گئی کہ یہ حدیبیہ کے واقعہ سے ملتی جلتی بات ہے ۔ بہر حال نہ تو مَیں یہ کہتا ہوں نہ یہ میرا مقام ہے۔ نہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ اس واقعہ پر کسی طرح بھی چسپاں ہوتا ہے۔ جس طرح مَیں نے کہا کہ ہر ایک کا اپنا اپنا ذوق ہے۔ احمدی بھی اس کے مطابق مثالیں تلاش کرتے رہتے ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے نتائج کامیابی کی صورت میں نکالے ۔ کیونکہ یہاں چسپاں کرنے کی جو بات ہے، جب ایک موقع پر چسپاں کرتے ہیں تو پھر یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ اس کا نتیجہ بھی ویسا ہی نکلے گا، یا اسی عرصہ میں نتیجہ نکلنا چاہئے۔ اور پھر کمزور ایمان والے ٹھوکر بھی کھا سکتے ہیں۔ نتیجہ تو اللہ تعالیٰ نے انشاء اللہ تعالیٰ نکالنا ہی ہے اور بہتر نکالے گا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے لیکن وہ بہتر جانتا ہے کہ کب یہ نتیجہ نکالنا ہے۔ پس اگر کوئی مشابہت ہے تو ہمیں اس کے نتیجہ کی مشابہت کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ لیکن بہر حال یہ ضرور ہے کہ جو جذبات کی قربانی قادیان کے احمدیوں نے اور پاکستان کے ان احمدیوں نے دی جو ویزے حاصل کر چکے تھے اور جلسہ پر آنے کا اور مجھ سے ملنے کا ان کو بہت اشتیاق تھا وہ یقیناً قابل قدر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ مَیں کہوں گا کہ حدیبیہ کے واقعہ کے بعد جیسے مَیں نے پہلے بھی اشارہ کیا صحابہ نے جو نمونہ دکھایا اس کا ہم احتراماً ضرور تتبع کر سکتے ہیں کہ اس جذباتی اور بعض لوگوں کے خیال میں عزت کی قربانی کی وجہ سے صحابہ کی جو دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہوئی تھی وہ سلوک اپنے پر لاگو کریں۔ اپنی آہیں اور فریادیں اور بکائیں اس زور سے اور تڑپ سے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں کہ خدا تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں اور ہماری عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے ہر مخالف اور دشمن کے شر کو الٹا دے اور ہمارے لئے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ راستے کی تمام روکیں اور مخالفین کی تمام کوششیں اور مکر کرنے والوں کے تمام مکر خس و خاشاک کی طرح اڑ جائیں۔ ہمارے جلسے ربوہ، پاکستان میں بھی ہوں۔ ہندوستان میں بھی ہماری رونقیں ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی پہلے سے بڑھ کر برسات ہو۔ اے ہمارے خدا ہم کمزور اور گنہگار ہیں۔ ہم پر ہمیشہ اپنا رحم اور فضل فرما۔ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرما اور ہمیں ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جا۔

اس کے بعد اب عید کی مناسبت سے قادیان کے احمدی جو بڑا انتظار کر رہے تھے اور آج عید پہلے پروگرام کے مطابق وہیں پڑھی جانی تھی ان سب کو مَیں عید مبارک اور محبت بھرا سلام پہنچاتا ہوں۔ خطوط بھی ان لوگوں کے بہت ساروں کے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد اپنا فضل فرمائے گا اور رونقیں بحال ہوں گی انشاءاللہ۔ ربوہ اور پاکستان کے احمدیوں کو بھی عید مبارک اور محبت بھرا سلام۔ آپ لوگوں کے درد کو مَیں بھی سمجھتا اور پہچانتا ہوں۔ جس دور میں سے آپ گزر رہے ہیں اس دور سے مَیں بھی جب پاکستان میں تھا گزرا ہوں۔ اور آج اس سے بڑھ کر ایک دور سے گزر رہا ہوں۔ پاکستان کے احمدی وہ ہیں جنہوں نے ہر طرح کی قربانی کے معیار قائم کئے ہیں اور مسلسل کئے ہیں اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جس طرح درویشان قادیان نے ایک لمبا عرصہ کئے، قربانیاں دیں اور قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور ابھی تک کر رہے ہیں۔ ان قربانیوں کی قبولیت کے لئے ایک ہی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ لوگ جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں آپ سب کو بھی عید مبارک ہو اور تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی عید مبارک اور محبت بھرا سلام۔ جو امن سے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو ہمیشہ امن سے رکھے۔ ایسی حالت میں بھی جو امن کی حالت ہے آپ لوگ ہمیشہ اپنی قربانیوں کے جائزے لیتے رہیں اور اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی کوشش کرتے رہیں تا کہ ہم اپنی زندگیوں میں ہی فتح مبین کے نظارے دیکھنے والے بن جائیں۔

اس کے بعد اب دعا ہوگی۔ دعاؤں میں واقفین زندگی، جماعت کے کارکنان، خدمت گار، واقفین نو، مالی قربانیاں کرنے والے یا کسی بھی رنگ میں جو قربانیاں کرنے والے ہیں، ان سب کو، تمام جماعت کو یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

عیدالضحیٰ کے موقع پر قربانی

ایسے احباب جماعت جو مرکزی انتظام کے تحت قربانی کروانے کی خواہش رکھتے ہوں وہ اپنی رقوم درج ذیل تفصیل کے مطابق مقامی جماعت میں بروقت جمع کروا دیں تا کہ افریقہ اور دیگر پسماندہ ممالک میں قربانی کا انتظام کروایا جاسکے۔

قربانی فی بکرا : ساٹھ (60) پاؤنڈ قربانی فی گائے : یکصد اسّی (180) پاؤنڈ

(ایک گائے میں سات حصّے ہو سکتے ہیں)

(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ اور تدوین قرآن

ماہنامہ ''انصار اللہ'' ربوہ ستمبر 2007ء میں حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کے حالات زندگی تاریخ حفاظت و جمع قرآن کے ضمن میں بیان کئے گئے ہیں۔

آپؓ کا ابتدائی نام حسیل یا حسل بن جابر العبسی تھا۔ یمان لقب ہے۔ بنوغطفان کے عبس قبیلہ سے تعلق تھا۔ کنیت ابوعبداللہ اور ابوسریحہ تھی۔ آپ کی والدہ الرباب بنت کعب انصار کے قبیلہ اوس سے تھیں۔

آپؓ کے والد حسیلؓ، چچا صفوانؓ اور آپؓ جنگِ اُحد میں شامل تھے۔ ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے آپؓ کے والد کو ایک دوسرے بزرگ حضرت رفاعہ انصاریؓ کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے ساتھ اُونچے ٹیلے پر بھیج دیا گیا تھا۔ مگر ہنگامہ کے دوران وہ لڑائی میں شامل ہوگئے تو اُن کو بعض مسلمانوں نے مخالف فریق کا سمجھتے ہوئے گھیر لیا۔ حذیفہؓ نے دیکھا تو پکار پکار کر بتایا کہ یہ آپؓ کے والد ہیں لیکن کسی کو آپ کی بات سمجھ نہ آئی اور مسلمانوں نے ان کو شہید کردیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: **یغفر اللّٰہ لکم و ھو ارحم الراحمین** یعنی اللہ تم سب کی مغفرت کرے اور وہ سب رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ آپؓ نے اپنے والد کا خون اور دیت مسلمانوں کو معاف کردی۔ جب آنحضور ﷺ کو یہ معلوم ہوا تو آپؐ نے اسے بہت سراہا۔ آپؓ نے بعد ازاں نصیبین میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں نکاح کرلیا۔ آپؓ کے دو بیٹے صفوان اور سعید جنگِ صفین میں شہید ہوئے۔ اُن دونوں نے آپؓ کی وصیت پر حضرت علیؓ کی بیعت کی تھی۔ ایک اور بیٹے کا نام سعید تھا جبکہ ایک بیٹی امیّہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔

حضرت حذیفہؓ کبار صحابہ میں سے تھے۔ آپ کے مناقب بھی نہایت معروف تھے۔ فقر و فاقہ محبوب تھا۔ علوم قرآن و حدیث اور فقہ میں فضیلت رکھتے تھے۔ عہدِ نبوی ﷺ کے حفاظِ قرآن میں سے تھے۔ سو سے زائد احادیث مروی ہیں۔ سلطنت کے امور سے جب فرصت ملتی آپؓ درسِ حدیث دیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر رسول کریم ﷺ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ ''اے حذیفہ اللہ نے تجھے بخش دیا اور تیری والدہ کو بھی''۔

آپؓ کا ایک قول ہے کہ آنحضور ﷺ نے مجھے ہجرت اور نصرت میں اختیار دیا تو میں نے نصرت کو چنا۔ آپ کا یہ طریق تھا کہ آنحضور ﷺ سے شر کے متعلق پوچھا کرتے تھے جبکہ لوگ خیر کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ اس کی وجہ پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ جس کو شر کا علم ہوگیا تو وہ ہمیشہ خیر کو ہی اختیار کرے گا۔

آپؓ اور آپؓ کے والد جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ دونوں کسی کام سے نکلے تو قریش نے انہیں پکڑ لیا اور کہا کہ تم لوگ محمد ﷺ کا ساتھ دینے کے لئے جانا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم تو صرف مدینہ جا رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے عہد لیا کہ مدینہ تو چلے جاؤ مگر حضور ﷺ کے ساتھ جنگ میں شامل نہ ہو۔ پس جب یہ دونوں حضور ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو سارا ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا کہ عہد کی خلاف ورزی سے بچنے کے لئے تم دونوں علیحدہ ہو جاؤ اور دعا کرو۔ اور ہم تو اِن کے خلاف اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔

جنگ خندق میں آنحضور ﷺ نے آپ کو تن تنہا کفار کی خبر لانے کو بھیجا۔ خیبر، بیعت رضوان، فتح مکہ و دیگر غزوات میں شامل ہوئے۔ بعد ازاں آپ کی رہائش کوفہ میں رہی۔ 18 ہجری میں حضرت عمرؓ کے ارشاد پر کوفہ سے لشکر لے کر نکلے اور ایرانیوں کا مقابلہ کیا۔ جنگ نہاوند میں شامل ہوئے۔ جب نعمان بن مقرن شہید ہوئے تو آپ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آپ کی قیادت میں 22 ہجری میں ہمدان، ریّ اور دینور فتح ہوئے۔ جنگ نہاوند کے بعد آپ نے آذربائیجان پر لشکرکشی کی اور ایک سخت لڑائی کے بعد اس کو فتح کیا۔ بعد ازاں موقان اور جیدان کو فتح کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی آپ کو مدائن کا گورنر مقرر فرمایا۔ 30 ہجری میں خراسان فتح کرنے والے لشکر میں شامل تھے۔ آرمینیا کے معرکہ میں حصہ لیا۔ حضرت علیؓ کی بیعت کی لیکن جنگ جمل میں آپؓ شامل نہ ہوسکے۔

عمومی طور پر صحابہ میں ''صاحبُ سِرّ اللّٰہِ'' یعنی ''رسول اللہ ﷺ کا راز دان'' کے نام سے جانے جاتے تھے۔ صحیح مسلم میں آپ کا یہ قول مندرج ہے کہ آنحضور ﷺ نے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو قیامت تک ہونے والا ہے اس سے آپؓ کو آگاہ فرمایا۔ نیز منافقین کے نام اور ان کے ساتھیوں کا بھی بتایا۔

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ اپنے اصحاب سے کہا کہ اپنی اپنی خواہش بیان کرو۔ لوگوں نے خواہش کی کہ مکان جواہرات سے بھر جائے جن کو وہ خدا کی راہ میں خرچ کر دیں مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں ابوعبیدہ، معاذ بن جبل اور حذیفہ بن الیمان جیسے لوگوں کی خواہش رکھتا ہوں تا کہ میں ان کو خدا کی راہ میں استعمال کروں۔

حضرت عمرؓ جب کسی عامل کو مقرر فرماتے تو اس کے پروانے میں لکھ دیتے کہ میں نے فلاں شخص کو مقرر کیا ہے اور اس کو یہ ہدایات دی ہیں۔ مگر جب آپ نے حضرت حذیفہؓ کو مدائن کا حاکم مقرر فرمایا تو ان کے پروانے میں لکھا کہ ''اے لوگو! ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو اور جو کچھ یہ مانگیں ان کو دو''۔ جب آپ مدائن پہنچے تو وہاں کے سرداروں نے آپ کا استقبال کیا۔ جب آپ نے اپنا پروانہ پڑھا تو انہوں نے کہا کہ آپ جو چاہیں مانگیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں جب تک یہاں رہوں تب تک کے لئے میں تم سے صرف اپنے کھانے پینے کا انتظام اور گدھے کا چارہ مانگتا ہوں۔ پھر آپ وہاں مقیم رہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے آپ کو واپس بلا لیا۔ جب حضرت عمرؓ کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو راستہ میں چھپ کر بیٹھ گئے اور ان کو اسی حال میں دیکھا جس حال میں وہ ان کے پاس سے گئے تھے۔ حضرت عمرؓ ان کے پاس گئے اور سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم میرے بھائی اور میں تمہارا بھائی ہوں۔

حضرت حذیفہؓ سے جو روایات مروی ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک رات میں نے آنحضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپؐ نے پہلی رکعت میں سورۃ البقرۃ، آل عمران اور النساء پڑھیں اور پھر رکوع فرمایا ...... جب بھی آپؐ کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں رحمت کا ذکر ہوتا تو اسے مانگتے، اور جب ایسی آیت پڑھتے جس میں عذاب کا ذکر ہوتا تو اس سے پناہ مانگتے، اور جب ایسی آیت پڑھتے جس میں خدا تعالیٰ کی بڑائی کا ذکر ہوتا تو خدا تعالیٰ کی تسبیح کرتے۔

آپؓ کی روایت ہے کہ ہم آنحضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تم میں کتنی دیر ہوں۔ پس تم میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ فرمایا، عمار کے عہد کی پاسداری کرنا، اور ابن مسعودؓ جو بیان کریں اس کی تصدیق کرنا۔

تاریخ میں آپؓ کے بعض اقوال بھی درج ہیں۔ مثلاً

☆ حق مشکل تو ہے لیکن وہ اپنے مشکل ہونے کے ساتھ میٹھا بھی ہے۔ اور باطل آسان تو ہے لیکن وہ اپنی آسانی کے ساتھ ہلاکت کا باعث بھی ہے۔ اور بدی کو ترک کرنا زیادہ آسان اور زیادہ بہتر ہے بعد میں توبہ کرنے سے۔ اور ایک لمحے کی شہوت بہت طویل حزن کو پیدا کرتی ہے۔

☆ تم میں سے بہتر وہ نہیں جو دنیا کو آخرت کے لئے چھوڑے اور نہ ہی تم میں بہتر وہ ہے جو آخرت کو دنیا کیلئے چھوڑے بلکہ بہترین وہ ہے جو دونوں میں سے حصہ لے۔

حضرت حذیفہؓ کی وفات 36ھ کے اوائل میں مدائن میں ہوئی اور آپؓ کو حضرت سلمان فارسیؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ روایات میں آتا ہے کہ جب آپ پر موت کی کیفیت طاری ہوئی تو آپؓ بہت روئے۔ کسی نے پوچھا کہ کیوں روتے ہیں۔ تو فرمایا کہ میں دنیا کو چھوڑنے پر نہیں رو رہا بلکہ مجھے موت زیادہ محبوب ہے مگر میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ میں خدا کی رضا کی طرف جا رہا ہوں یا خدا کی ناراضگی کی طرف۔

جب آپ کی موت بالکل قریب آگئی تو آپؓ نے کہا کہ یہ دنیاوی زندگی کی آخری گھڑی ہے۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں پس تو مجھے اپنی ملاقات میں برکت عطا فرما۔

حفاظتِ قرآن کے سلسلہ میں آپ کی ہی تجویز پر حضرت عثمانؓ نے فوری عمل کروایا۔ جب آپؓ آذربائیجان یا آرمینیا کی فتح سے واپس آئے تو آپ نے سعید بن العاصؓ سے بیان کیا کہ میں نے اس سفر میں یہ عجیب ماجرا دیکھا کہ ایک شہر والے دوسرے شہر والوں سے قرآن کی قراءت میں اختلاف کرتے ہیں۔ اہل حمص کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن کی تعلیم مقدادؓ سے حاصل کی ہے۔ اہل دمشق کو بھی اسی قسم کا دعویٰ ہے۔ اہل بصرہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن کی تعلیم ابن مسعودؓ سے پائی ہے۔ ہماری قراءت زیادہ بہتر ہے۔ میرے نزدیک قرآن کریم ایک قراءت پر جمع کر دیا جائے ورنہ اگر یہ ہی حالت قائم رہی تو سخت اختلاف برپا ہوجائے گا۔ وہاں موجود صحابہؓ اور تابعین نے آپ کی رائے سے اتفاق کیا جبکہ حضرت ابن مسعودؓ نے اختلاف کیا۔ حضرت حذیفہؓ اس مجلس سے نکل کر مدینہ آئے اور حضرت عثمانؓ سے سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت عثمانؓ اور صحابہؓ نے اس رائے کو پسند کیا۔ حضرت عثمانؓ نے مسلمانوں سے مشاورت کے بعد امّ المؤمنین حضرت حفصہؓ سے مصحف صدیقیؓ منگوایا، قریش کی قرأت پر اس کی نقول تیار کروائیں اور بلاد اسلامیہ میں بھجوا دیں۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں قرآن کریم کو تحریر کروا دیا تھا اور حضرت زیدؓ نے آپؐ کے لکھوائے ہوئے قرآن مجید کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ارشاد پر کمال دیانتداری، محنت اور جانفشانی سے ایک جلد کی شکل میں جمع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس نسخہ کی نقول تیار کروائیں اور اصل نسخہ حضرت حفصہؓ کے پاس محفوظ کرا دیا۔ اس امر پر ہر طرح کی مستند و محقق رائے موجود ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں جو قرآن جمع کیا گیا، اس میں کسی قسم کی لفظی فروگذاشت نہیں ہوئی۔ اس جلد میں تمام سورتیں اور آیات اس نظم کے ساتھ مرتب کی گئی تھیں جو آنحضور ﷺ نے کاتبین کو املاء کروائی تھی۔

دوسرے مرحلہ میں جو کام ہوا، وہ قراءت سے متعلق ہے جس کا مطلب ہے: کتاب کا لب و لہجہ اور الفاظ کا تلفظ۔ رسول کریم ﷺ پر قرآن کریم نازل ہوا تو اس کی قراءت قبیلہ قریش کی قراءت پر تھی۔ جب مختلف قبائل اور اقوام کے افراد مسلمان ہوئے تو لب و لہجہ کے فرق کی وجہ سے، ان نومسلموں کی آسانی کے لئے قرآن کریم کو دوسری قراءت سے پڑھنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن جب لوگ قریشی لب و لہجہ سے آشنا ہونے لگے تو یہ وقتی اجازت موقوف ہوگئی۔ خلافت عثمانی میں جب مختلف علاقوں کے لوگ کئی معرکوں میں اکٹھے ہوئے تو ان مختلف قراءتوں میں قرآن کو پڑھنے کی وجہ سے اختلاف سامنے آیا۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کی تجویز جب حضرت عثمانؓ کے سامنے آئی تو آپؓ نے اس کو پسند فرمایا۔ حضرت عثمانؓ خود بھی ان کاتبین میں سے تھے جن کا شمار صف اول میں کیا گیا ہے کیونکہ اہل قریش سے تھے اس لئے قرآن کی قراءت سے بخوبی آگاہ تھے۔ لہٰذا مسلمانوں کی مشاورت سے فوری اقدام فرمایا اور آپؓ کے حکم سے حضرت زید بن ثابتؓ، سعید بن العاصؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، اور عبدالرحمان بن حارثؓ نے اس فریضہ کو کما حقہٗ مکمل کیا۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم کو ایک نسخے پر جمع کرنے میں جو کچھ بھی کیا ہے ہم لوگوں کے مشورہ سے کیا ہے۔ میں ان کی جگہ ہوتا تو یہی راستہ اختیار کرتا۔ نیز اگر وہ ایسا نہ کرتے تو میں یہ خدمت سرانجام دیتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: ''لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کو جامع القرآن بتاتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ صرف عثمانؓ کے لفظ کے ساتھ قافیہ ملایا ہے۔ ہاں شائع کنندہ قرآن اگر کہیں تو کسی حد تک بجا ہے۔ آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلام دُور تک پھیل گیا تھا۔ اس لئے آپ نے چند نسخہ نقل کرا کر مکہ، مدینہ، شام، بصرہ، کوفہ اور بلاد میں بھجوا دئے تھے اور جمع تو اللہ تعالیٰ کی پسند کی ہوئی ترتیب کے ساتھ نبی کریم ﷺ ہی نے فرمایا تھا اور اسی پسندیدہ ترتیب کے مطابق ہم تک پہنچایا گیا۔ ہاں اس کا پڑھنا اور جمع کرنا ہم سب کے ذمہ ہے۔''

حفاظت قرآن کے خدائی وعدہ کے مطابق قرآن کریم کی یہ تدوین اور قراءت کے ایک نسخے پر جمع کئے جانے کا عمل اتنا بروقت اور مستحسن تھا کہ اسلامی معاشرہ نے اسے بغیر کسی پس و پیش کے قبول کرلیا اور اس طرح امت محمدیہ قریشی قراءت پر اکٹھی ہوگئی۔ اس طرح لہجہ کا اختلاف معنی کا اختلاف بننے سے پہلے ہی خدائی تقدیر سے ختم ہوگیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو اگرچہ ابتداء میں حضرت عثمانؓ کا یہ حکم پسند نہیں آیا تھا کہ باقی تمام قراءتوں والے قرآن تلف کردیئے جائیں چنانچہ انہوں نے اپنی پسند کی قراءت والے اپنے صحیفہ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی جس میں آنحضور ﷺ کے تشریحی فرمودات بھی درج کئے ہوئے تھے لیکن کچھ عرصہ بعد آپ متفق ہوگئے اور فرمایا: قرآن کریم تمہارے نبیؐ پر سات دروازوں سے سات حروف پر نازل ہوا۔ تم سے پہلے کتابیں ایک ہی حرف پر نازل ہوتی تھیں۔ لیکن دونوں صورتوں میں معنی ایک ہی ہوتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپؓ کا اختلاف کوئی ایسا اختلاف نہیں تھا جس میں قرآن کریم کا مضمون یا آیات ہی بدل جاتی تھیں۔ آپ صرف یہ فرماتے تھے کہ ایک علم جو رسول کریم ﷺ نے سکھایا ہے وہ کسی کے کہنے پر کیونکر چھوڑ دیں؟ بہرحال جب آپؓ پر حکمت واضح ہوئی تو اپنے نسخہ کو تلف کر دیا اور پھر چوتھی بار قرآن کریم تحریر کیا جو کہ لغت قریش کے مطابق تھا۔ یہ نسخہ آج بھی محفوظ ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

27th November 2009 – 3rd December 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 27th November 2009

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 Yassarnal Qur'an
01:00 MTA International News
01:35 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th November 1995.
02:40 Dars-e-Malfoozat
03:00 MTA World News
03:20 Tarjamatul Qur'an class: An in-depth explanation of Quranic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st December 1998.
04:25 Jalsa Salana Qadian Address: An address delivered on 27th December 2005 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
05:15 MTA Variety: Journey of Khilafat.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 12th November 2006.
08:15 Siraiki Service
09:05 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 11th May 1994.
10:10 Indonesian Service
11:15 Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:50 Tilawat & MTA International News
13:00 Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:15 Dars-e-Hadith
14:35 Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jamaat.
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Friday Sermon [R]
17:10 Reception in Nasir Mosque: a reception held in the presence of Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, at Nasir Mosque in Sweden.
17:35 Le Francais C'est Facile [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Ulamaa-u-Hum
22:55 Reply to Allegations [R]

Saturday 28th November 2009

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:25 Le Francais C'est Facile
01:50 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21st November 1995.
03:00 MTA World News
03:15 Friday Sermon: rec. on 27th November 2009.
04:25 Rah-e-Huda
06:15 Tilawat & MTA News
07:00 Friday Sermon: recorded on 27th November 2009.
08:00 Moshairah: an evening of poetry with Sabir Zaffar in the presence of Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
09:05 Festive Cooking: a cookery programme teaching how to prepare a variety of special Eid dishes.
09:45 Live Eid proceedings from Baitul Futuh
10:00 Live Eid Sermon: Eid sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh Mosque, London.
11:05 Eid-ul-Adha: a children's programme about issues relating to Eid-ul-Adha.
12:00 Tilawat & MTA International News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Poem Recital Competition
14:45 Eid Sermon: repeat of Eid sermon sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. [R]
16:00 Eid-ul-Adha [R]
16:50 Children's Class with Huzoor, recorded on 22nd January 2005.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:25 Moshairah [R]
20:30 MTA International News
21:00 Eid Sermon 2009 [R]
22:15 Festive Cooking [R]
22:45 Friday Sermon [R]
23:45 MTA World News [R]

Sunday 29th November 2009

00:10 Tilawat
00:35 Moshairah: an evening of poetry
02:00 Poem Recital Competition
02:50 MTA World News
03:05 Festive Cooking
03:35 Friday Sermon: recorded on 20th November 2009.
04:40 Eid Sermon 2009
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht: a class with Huzoor and students from Jamia, recorded on 18th November 2006.
07:45 Faith Matters
08:50 Ulamaa-u-Hum
09:25 Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of Scandinavia in 2005.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 22nd June 2007.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
12:50 Friday Sermon: rec. on 27th November 2009.
14:00 Shotter Shondhane
15:05 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
16:25 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:05 Ulamaa-u-Hum
19:35 Shotter Shondhane
20:40 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
22:10 Friday Sermon: rec. on 27th November 2009 [R]
23:15 Success Stories

Monday 30th November 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat
00:30 Yassarnal Qur'an
00:50 MTA International News
01:20 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 28th November 1995.
02:25 Friday Sermon: rec. on 27th November 2009
03:30 MTA World News
03:45 Ulamaa-u-Hum
04:20 Question and Answer Session: recorded on 5th September 1998.
05:20 Success Stories
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 25th November 2006.
08:10 Le Francais C'est Facile
08:30 Khilafat Jubilee Quiz
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on 14th December 1998.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd October 2009.
11:05 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA International News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 7th November 2008 [R]
15:05 Jalsa Salana Qadian 2009: a speech delivered by Maulana inaam Ghauri on the topic of Seerat Hadhrat Masih-e-Maood.
16:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
17:05 Jalsa Salana Holland 2006: Concluding address delivered by Hadrat Khalifatul Masih V on 18th June 2006.
17:50 MTA World News
18:05 Arabic Service
19:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th November 1995.
20:40 Le Francais C'est Facile [R]
21:30 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
22:25 Friday Sermon: rec. on 7th November 2008 [R]
23:35 Medical Matters [R]

Tuesday 1st December 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th November 1995.
02:15 MTA World News
02:30 Friday Sermon: rec. on 7th November 2008
03:35 Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat recorded on 14th December 1998
04:55 Medical Matters
05:20 Jalsa Salana Qadian 2009
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 26th November 2006.
08:10 Question and Answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th September 1998.
09:30 Huzoor's Lecture at Roehampton university: a lecture delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on the topic of Islam – a religion of peace.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 20th February 2009.
12:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:15 Yassarnal Qur'an
13:45 Bangla Shomprochar
14:45 Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 29th June 2003.
15:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
16:20 Question and Answer Session [R]
17:35 Yassarnal Qur'an
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News
21:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
22:10 Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema [R]
22:50 Intikhab-e-Sukhan [R]

Wednesday 2nd December 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat
00:30 Yassarnal Qur'an
01:00 Liqa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 29th November 1995.
02:05 Learning Arabic: lesson no. 6.
02:20 Huzoor's Lecture to Roehampton University
02:50 MTA World News
03:05 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
04:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 12th September 1998.
05:30 Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:55 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor recorded on 2nd December 2006.
08:00 Homeopathy and its Miracles
08:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad. Recorded on 10th October 1998.
09:50 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
11:55 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:20 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th April 1985.
13:35 Bangla Shomprochar
14:40 Jalsa Salana Germany 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 22nd August 2004.
15:55 Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
17:00 Question and Answer Session [R]
17:45 MTA World News
18:10 Dars-e-Hadith
18:30 Arabic Service
19:35 Liqa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 30th November 1995.
20:35 MTA International News
21:10 Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
21:55 Jalsa Salana Germany 2004 [R]
23:10 From the Archives [R]

Thursday 3rd December 2009

00:30 MTA World News
00:50 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:10 Liqa Ma'al Arab: Rec. on 30th November 1995.
02:10 MTA World News
02:30 From the Archives [R]
03:45 Land of the Long White Cloud
04:05 Homeopathy and its Miracles [R]
04:45 Jalsa Salana Germany 2004 [R]
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class (Atfal) with Huzoor, recorded on 3rd December 2006.
08:05 Faith Matters
09:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th October 1995, part 2.
10:10 Indonesian Service
11:20 Pushto Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:35 Yassarnal Qur'an
13:00 Jalsa Salana Qadian 2005: An address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 27th December 2005.
14:00 Shotter Shondhane
15:05 Tarjamatul Quran Class: recorded on 2nd December 1998.
16:05 Khilafat-e-Ahmadiyya
16:25 Yassarnal Qur'an
16:50 English Mulaqat [R]`
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:35 Tarjamatul Quran Class [R]
22:40 Jalsa Salana Qadian 2005 [R]
23:30 Khilafat-e-Ahmadiyya [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 16 Friday 20 November, 2009 Issue No. 47

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

نظام نو کی انقلابی تحریک اور جلد وصیت کرنے کی نصیحت

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جلسہ سالانہ قادیان 1942ء کے موقع پر نظام نو کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے پُرشوکت الفاظ میں فرماتے ہیں:

''جس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت لکھی اور اُس کا مسودہ باہر بھیجا تو خواجہ کمال الدین صاحب اس کو پڑھنے لگ گئے۔ جب وہ پڑھتے پڑھتے اس مقام پر پہنچے تو وہ بے خود ہوگئے۔ ان کی نگاہ نے اس کے حُسن کو ایک حد تک سمجھا۔ وہ پڑھتے جاتے اوراپنی رانوں پر ہاتھ مار مارکر کہتے جاتے کہ ''واہ اوئے مرزیا احمدیت دیاں جڑاں لگا دیتیاں ہیں''۔ یعنی واہ واہ مرزا تُو نے احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کر دیا ہے۔ خواجہ صاحب کی نظر نے بے شک اس کے حسن کو ایک حد تک سمجھا مگر پورا پھر بھی نہیں سمجھا۔ درحقیقت اگر وصیّت کو غور سے پڑھا جائے تو یوں کہنا پڑتا ہے کہ واہ او مرزا تُو نے اسلام کی جڑیں مضبوط کر دیں، واہ اور مرزا تُو نے انسانیت کی جڑیں ہمیشہ کے لئے مضبوط کردیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔''

(انوارالعلوم۔ جلد 16 صفحہ 599)

ازاں بعد ارشاد فرمایا:

''جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اس نے نظام نو کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اس نظام نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے اور جس جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے اور اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکا تو وہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کرتا ہے اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔ پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے۔

پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آجائے جب کہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں۔ اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردِہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا، جس نے دنیا کی جہالت کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کے دُکھوں اور دردوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب کو، ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرما دی''۔

(نظام نو۔ انوارالعلوم۔ جلد 16 صفحہ 601-602)

سنو اب وقت توحید اتم ہے
ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

✿✿✿✿✿✿

قادیانیت کا حملہ پوری دنیا پر عالم اسلام کے لئے لمحہ فکریہ!

انجمن طلبہ فدائیان مصطفیٰ پاکستان کی طرف سے وسیع پیمانے پر تقسیم ہونے والے ایک اشتہار کی مکمل نقل:

''ہر محبّ اسلام یہ پڑھ کر تڑپ اٹھے گا کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد لندن سے دن کے ڈیڑھ بجے جمعہ کا خطبہ مواصلاتی سیارے کے ذریعہ ٹیلی کاسٹ کرتے ہیں جو ڈش انٹینا کے ذریعہ پاکستانی وقت کے مطابق ساڑھے چھ بجے پاکستان کے چھوٹے بڑے تمام قصبوں، شہروں میں جہاں جہاں ڈش انٹینا لگے ہوئے ہیں ٹی وی میں سنا اور دیکھا جاتا ہے۔ نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں۔

دوسرے لفظوں میں جن لوگوں کے مذہبی عقائد کے پرچار کو قانوناً جرم قرار دیا گیا تھا وہ اب بلا روک ٹوک ہم سب کے گھروں، کمروں کے اندر داخل ہوگئے ہیں۔ انہیں اب کسی طریقہ سے روکا نہیں جاسکتا۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ اس تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ اگرچہ اس کا بڑا سبب علمائے اسلام کی نااہلی اور تفرقہ بازی ہے اب حال یہ ہو چکا ہے کہ یہ ماجرا دیکھ کر علمائے اسلام نے چپ سادھ لی ہے۔ نہ اخبارات میں کما حقہ بیانات، نہ تحریر وتقریر کے ذریعہ کوئی خاص دفاعی سرگرمی دیکھنے میں آتی ہے۔ اگر یہی صورت حال رہی تو خدا کی قسم بہت جلد قادیانیت پوری دنیا میں چھا جائے گی۔

اب نہ تو ڈش انٹینوں پر پابندی لاگو ہوسکتی ہے، نہ کسی کو ٹی وی دیکھنے سے روکنا ممکن ہے، نہ ہی ایسی احمقانہ حرکتوں کا کوئی فائدہ ہوسکتا ہے۔ جس قدر روکیں گے اسی قدر منفی ردعمل کے نتیجہ میں عوامی توجہ اور تجسّس بڑھے گا اور جن لوگوں نے نہیں بھی دیکھا ہوگا وہ بھی ضرور دیکھیں گے۔ اس کا صرف اور صرف یہی ایک حل ہے کہ علمائے اسلام یہ پروگرام دیکھنے سے ہرگز کسی کو منع نہ کریں بلکہ قادیانی جو جو دلائل اپنے مذہب کے حق میں پیش کریں پاکستانی ٹیلی ویژن کے ذریعہ منہ توڑ جواب پیش کریں۔ دلائل کا جواب دلائل سے نہ دیا گیا تو اسے تمام علماء کی علمی شکست تصور کریں گے۔ قادیانیت کے مکمل سدّباب کا یہی ایک کارگر حربہ ہے اور یہی طریق تمام مسلم ممالک میں رائج ہونا چاہئے ورنہ عنقریب قادیانیت پوری دنیا میں پھیل جائے گی۔

آخری اپیل:

جو شخص لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان رکھتا ہے اس سے کلمے کے نام پر اپیل کی جاتی ہے کہ اس تحریر کے پڑھنے یا سننے کے بعد حصول ثواب کی نیت سے اس کاغذ کی صرف دس عدد فوٹو سٹیٹ نقول کروا کر تقسیم کرے۔ جو ایسا نہیں کرے گا وہ سخت گنہگار ہوگا اور خدا کے حضور جواب دہ بھی ہوگا۔

منجانب انجمن طلباء فدایان مصطفیٰ پاکستان''۔

(نقل ختم ہوئی)

✿✿✿✿✿✿

معاندین احمدیت کی تمام کوششوں کا انجام نامرادی ہے۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل ترقی وعروج کی نئی منزلیں کامیابی سے طے کر رہا ہے۔ اس کے فیض کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے اور مخالفوں کے علی الرغم سعید فطرت روحیں اسلام احمدیت میں داخل ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا

✿✿✿✿✿✿

مجلس خدام الاحمدیہ پرتگال کے چھٹے سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

رپورٹ: طیب احمد منصور۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ پُرتگال

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے مورخہ 14 اور 15 اگست 2009ء بروز جمعۃ المبارک و ہفتہ مجلس خدام الاحمدیہ پُرتگال کو اپنا چھٹا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت مندرجہ ذیل دعائیہ کلمات سے نوازا۔

''اللہ تعالیٰ آپ کے ہاں منعقد ہونے والے خدام اور اطفال کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ تمام شامل ہونے والوں کو اس روحانی اور دینی ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور اجتماع کے تمام انتظامات احسن طور پر انجام پائیں۔ آمین''

جمعۃ المبارک کے دن اجتماع کا آغاز نمازِ تہجد سے ہوا۔ ایک بجے دوپہر سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جرمنی سے لائیو خطبہ جمعہ سنا اور دیکھا گیا۔ اس کے بعد مقامی خطبہ ہوا اور نمازِ جمعہ وعصر ادا کی گئیں۔

اجتماع کا افتتاحی اجلاس شام چار بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم آصف پرویز صاحب صدر جماعت احمدیہ پُرتگال نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم ظہیر احمد شاد صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پُرتگال نے مجلس خدام الاحمدیہ پُرتگال کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد خاکسار نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان فرمودہ خطبات سے جو کہ مشعلِ راہ کے نام سے چھپے ہیں چند اقتباسات پیش کئے۔ خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم آصف پرویز صاحب صدر جماعت احمدیہ پُرتگال نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں خدام و اطفال کو تبلیغ کے فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی اور اجتماع کے پروگراموں میں بھرپور طریقہ سے شامل ہونے کا ارشاد فرمایا اجتماعی دُعا کے ساتھ افتتاحی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ چائے کے وقفہ کے بعد مختلف علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ جن میں حفظِ قرآن، تلاوت قرآن کریم نظم، تقریر، تقریر فی البدیہہ، اذان، اور بیت بازی کے مقابلے شامل تھے۔

دوسرے روز کا آغاز بھی نمازِ تہجد سے ہوا۔ نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن کریم ہوا۔ صبح نو بجے کے قریب خدام واطفال ورزشی مقابلہ جات کے لئے اجتماعی انتظام کے تحت ساحلِ سمندر کیلئے روانہ ہوئے۔ گیارہ بجے سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا جرمنی سے لائیو خطاب بذریعہ انٹرنیٹ دیکھا اور سنا گیا۔ بعدازاں ورزشی مقابلہ جات ہوئے جن میں خدام واطفال نے بھرپور طریقہ سے شمولیت اختیار کی۔

شام پانچ بجے نمازِ ظہر وعصر ادا کی گئیں اور اس کے بعد اختتامی تقریب ہوئی جس کی صدارت مکرم آصف پرویز صاحب صدر جماعت احمدیہ پُرتگال نے کی۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ پرتگال نے پوزیشن حاصل کرنے والے خدام واطفال میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اختتامی تقریر اور دعا کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ کے چھٹے سالانہ اجتماع کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس اجتماع کے بابرکت اثرات کو دائمی فرمادے اور شاملین کو سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین ثم آمین

❀❀❀❀❀❀

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد